﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ﴾ (آلِ عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنی إسرائیل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۱ — جمعہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء — شمارہ ۴۳

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیل اخلاق پر مقدرت پاوے۔ اخلاقی حالت ایک ایسی کرامت ہے جس پر کوئی انگلی نہیں رکھ سکتا

ہماری جماعت میں شہ زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیل اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امر واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ نہیں نہیں۔ اصلی بہادر وہی ہے جو تبدیل اخلاق پر مقدرت پاوے۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیل اخلاق میں صرف کرو۔ کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔

میں نے کل یا پرسوں بیان کیا تھا کہ خلق عظیم بڑی بھاری کرامت ہے جو خوارق عادت امور کو بھی مشتبہ کر سکتا ہے۔ مثلاً اگر آج شق القمر کا معجزہ ہو تو ہیئت و طبعی کے ماہر اور سائنس کے دلدادہ فی الفور اس کو کسوف و خسوف کے اقسام میں داخل کر کے اس کی عظمت کو کم کرنا چاہیں گے اور جو پرانا معجزہ اب پیش کرتے ہیں تو اسے قصہ قرار دیتے ہیں۔ مثلاً یہی کسوف و خسوف دیکھو جو رمضان میں ہوا اور جو آیات مہدی میں سے ایک سماوی نشان تھا۔ میں نے سنا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ تو علم ہیئت کی رو سے ثابت تھا کہ رمضان میں ایسا ہو۔ یہ کہہ کر گویا وہ اس حدیث کی جو امام محمد باقر علیہ السلام کی طرف سے ہے، وقعت کم کرنا چاہتے ہیں مگر یہ احمق اتنا نہیں سوچتے کہ نبوت ہر ایک شخص نہیں کر سکتا۔ نبوت پیش گوئی کرنے کو کہتے ہیں۔ یعنی ہر کس و ناکس کا یہ کام نہیں کہ وہ پیش گوئیاں کرتا پھرے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدعی مہدویت و مسیحیت کے زمانہ میں یہ کسوف و خسوف رمضان میں ہو گا اور ابتدائے آفرینش سے آج تک کبھی نہیں ہوا۔ پس اگر عقلی طور پر کسی قسم کا اشتباہ ہو تو ایسے مخالفوں کو چاہئے کہ وہ تاریخی طور پر اس پیش گوئی کی عظمت کو کم کر کے دکھائیں یعنی کسی ایسے وقت کا پتہ دیں جبکہ رمضان میں کسوف و خسوف اس طور پر ہوا ہو کہ پہلے کسی مدعی نے دعویٰ بھی کیا ہو اور جس امر کا دعویٰ کیا ہو اس امر کے ثبوت میں رمضان کے کسوف و خسوف کی پہلے کسی نبی کے زمانہ میں پیش گوئی بھی کی گئی ہو مگر یہ ممکن نہیں کہ کوئی دکھلا سکے۔

میری غرض اس واقعہ کے بیان سے صرف یہ تھی کہ خوارق پر تو کسی نہ کسی رنگ میں لوگ عذرات پیش کر دیتے ہیں اور اس کو ٹالنا چاہتے ہیں لیکن اخلاقی حالت ایک ایسی کرامت ہے جس پر کوئی انگلی نہیں رکھ سکتا اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اور قوی اعجاز اخلاق ہی کا دیا گیا۔ جیسے فرمایا:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ (القلم: ۵)

یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک قسم کے خوارق قوت ثبوت میں جملہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات سے بجائے خود بڑھے ہوئے ہیں مگر آپؐ کے اخلاقی اعجاز کا نمبر ان سب سے اول ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ نہیں بتلا سکتی اور نہ پیش کر سکے گی۔

میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو اپنے اخلاق سیئہ کو چھوڑ کر عادات ذمیمہ کو ترک کر کے خصائل حسنہ کو لیتا ہے اس کے لئے وہی کرامت ہے مثلاً اگر بہت ہی سخت تند مزاج اور غصہ ور ان عادات بد کو چھوڑتا ہے اور حلم اور عفو کو اختیار کرتا ہے یا امساک کو چھوڑ کر سخاوت اور حسد کی بجائے ہمدردی حاصل کرتا ہے تو بے شک یہ کرامت ہے اور ایسا ہی خود ستائی اور خود پسندی کو چھوڑ کر جب انکساری اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو یہ فروتنی ہی کرامت ہے۔ پس تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا کہ کراماتی بن جاوے۔ میں جانتا ہوں ہر ایک یہی چاہتا ہے، تو بس یہ ایک مدامی اور زندہ کرامت ہے۔ انسان اخلاقی حالت کو درست کرے کیونکہ یہ ایسی کرامت ہے جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا بلکہ نفع دور تک پہنچتا ہے۔ مومن کو چاہئے کہ خلق اور خالق کے نزدیک اہل کرامت ہو جاوے۔ بہت سے رند اور عیاش ایسے دیکھے گئے ہیں جو کسی خارق عادت نشان کے قائل نہیں ہوئے لیکن اخلاقی حالت کو دیکھ کر انہوں نے بھی سر جھکا لیا ہے اور بجز اقرار اور قائل ہونے کے دوسری راہ نہیں ملی۔ بہت سے لوگوں کے سوانح میں اس امر کو پاؤ گے کہ انہوں نے اخلاقی کرامات ہی کو دیکھ کر دین حق کو قبول کر لیا۔

پس میں پھر پکار کر کہتا ہوں اور میرے دوست سن رکھیں کہ وہ میری باتوں کو ضائع نہ کریں اور ان کو صرف ایک قصہ گو یا داستان گو کی کہانیوں ہی کا رنگ نہ دیں، بلکہ میں نے یہ ساری باتیں دلسوزی اور سچی ہمدردی سے جو فطرتاً میری روح میں ہے، کی ہیں۔ ان کو گوش دل سے سنو اور ان پر عمل کرو۔ (ملفوظات جلد اول [طبع جدید] صـ ۸۸ تا ۹۰)

مختصرات

الفضل انٹرنیشنل میں اس کالم کے اجراء کا مقصد یہ ہے کہ احباب جماعت کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ان تازہ بتازہ ارشادات سے اطلاع ہو سکے جو حضور انور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں بیان فرماتے ہیں۔ کالم کا عنوان ظاہر کرتا ہے کہ اس جگہ تفاصیل کا بیان مقصود نہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ اس اشاریہ کی مدد سے احباب اصلی پروگرام سن کر بھرپور استفادہ کر سکیں گے۔

ہفتہ ۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء:

مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر ۱۷ ستمبر ۱۹۹۴ء کو ہونے والی مجلس سوال و جواب کی ریکارڈنگ دکھائی گئی۔ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف سوالات کے جواب ارشاد فرمائے۔ یہ سوال و جواب انگریزی زبان میں ہوئے۔ چند اہم سوالات یہ ہیں: (۱) کیا تیسری عالمگیر جنگ ہوگی؟ (۲) ہم عقیقہ کیوں کرتے ہیں؟

(۳) گزشتہ پچاس سال سے مسلم ممالک جن حالات سے دوچار ہیں کیا یہ اسلام کے خلاف کسی عالمی سازش کا نتیجہ ہے؟

(۴) قرآن مجید میں ذکر ہے کہ اہل کتاب کا کھانا مسلمانوں کے لئے جائز ہے۔ کیا بدھ اور ہندو بھی اہل کتاب میں شامل ہیں؟

(۵) چوری کرنے والے کے ہاتھ کاٹنے کا حکم ہے۔ کیا یہ بربریت نہیں ہے؟

اتوار ۹ اکتوبر ۱۹۹۴ء:

۲۳ اپریل ۱۹۹۴ء کے پروگرام "ملاقات" کی ریکارڈنگ پیش کی گئی۔ اس میں شمالی انگلستان کی جماعت "ہارٹلے پول" کے چار مخلص انگریز احمدی احباب و خواتین نے مقامی صدر صاحب جماعت کے ساتھ شمولیت کی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بڑی محبت سے اس جماعت کا ذکر فرمایا۔ اور بتایا کہ یہ وہ جماعت ہے جس کی اکثریت مقامی انگریز احمدیوں پر مشتمل ہے۔ بوزنیا کے بارہ میں سوالات کا جواب دیتے ہوئے حضور انور نے اس بات پر گہرے افسوس کا اظہار فرمایا کہ ان مظلومین کی امداد کے سلسلہ میں مسلمان ممالک کی طرف سے بہت سرد مہری کا ثبوت دیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ اپنی استطاعت کے مطابق ان کی بھرپور مدد کر رہی ہے اور کرتی رہے گی۔ حضور نے فرمایا کہ میں ہمیشہ ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتا ہوں اور ساری جماعت احمدیہ کو اس کی یاد دہانی کرواتا ہوں۔

ایک سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں مومنوں کی مثال فرعون کی بیوی اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی والدہ سے دی گئی ہے۔ ایک سچے مومن کا اس مریمی دور سے گزرنا ضروری ہے۔ اس موقع پر حضور نے نفخ روح اور مریمی تخلیق کے موضوع پر بہت پر معارف روشنی ڈالی۔

سوموار ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۴ء:

۲۱ اپریل کے پروگرام ملاقات کی ریکارڈنگ دکھائی گئی۔ اس مجلس میں حضور انور نے ختم نبوت کی وہ پر معارف تشریح بیان فرمائی جو جماعت احمدیہ آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کی روشنی میں پیش کرتی ہے۔ لفظ "آخر" کے مختلف معانی بیان فرمائے اور احادیث کے حوالہ سے ثابت فرمایا کہ مقام اور مرتبہ کے لحاظ سے افضل ہونا خاتمیت کا اصلی معنی ہے۔ دوران گفتگو حضور انور نے دجال، اس کے گدھے اور نزول عیسیٰ وغیرہ موضوعات کی بھی وضاحت فرمائی اور ظاہر پرست نام نہاد علماء اسلام کو دردمندانہ انتباہ فرمایا کہ وہ جھوٹ بولنے اور بولتے چلے جانے اور اس طرح جمہور مسلمانوں کو گمراہ کرنے سے باز آ جائیں۔

منگل ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۴ء:

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دو جولائی ۱۹۹۴ء کو کینیڈا میں لجنہ اماء اللہ سے جو خطاب فرمایا اس کی ریکارڈنگ دکھائی گئی۔

بدھ، جمعرات ۱۲، ۱۳ اکتوبر ۱۹۹۴ء:

ان دو ایام میں علی الترتیب ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۶ اور ۷ کی ریکارڈنگ دکھائی گئی۔ اس سے پہلے یہ پروگرام ۱۷ اور ۱۸ اگست کو نشر ہوئے تھے۔

جمعہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۴ء:

۲۸ اپریل ۱۹۹۴ء کے پروگرام "ملاقات" کی ریکارڈنگ پیش کی گئی جس میں حضور انور نے معاندین احمدیت کے اعتراضات کے جوابات کے سلسلہ میں مولوی محمد یوسف لدھیانوی کے کتابچہ "قادیانیوں اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان فرق" کو مد نظر رکھتے ہوئے ختم نبوت کے حقیقی معنوں کی تشریح فرمائی اور دیگر علماء امت کے متعدد حوالے دئے جو احمدیہ مسلک کی پوری پوری تائید کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ ختم نبوت کے بارہ میں غیر احمدی مولویوں کے غلط خیالات نے امت مسلمہ کو عملاً ایک بھکاری بنا دیا ہے جو غیر امتوں سے در بدر بھیک مانگتی پھر رہی ہے۔ ہمارے نزدیک خاتمیت کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہمیشہ کے لئے جاری و ساری ہے اور آپؐ کے فیض کا چشمہ کبھی بند نہیں ہو گا۔ اب ایک ہی فیض رساں ہے جس کے چشمہ سے ہر قوم پانی پئے گی اور وہ ہیں ہمارے آقا و مولا حضرت خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

اداریہ

مسجد بیت الرحمٰن

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۴ء بروز جمعۃ المبارک مسجد بیت الرحمان امریکہ کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ اس نہایت پرمسرت اور بابرکت تقریب میں امریکہ اور کینیڈا کے ہزاروں احمدیوں کے علاوہ دنیا کے قریباً تمام براعظموں کے نمائندگان بھی شامل ہوئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ میں اس مسجد کے روحانی افتتاح کا اعلان فرمایا اور پھر اسی شام مسجد کے احاطہ میں ایک الگ رسمی تقریب افتتاح بھی ہوئی جس میں کئی غیر مسلم مہمان بھی مدعو تھے۔ اس موقعہ پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطاب میں مسجد کی اہمیت، اس کے تقاضوں اور اسلامی سوسائٹی میں مسجد کے کردار پر قرآن و حدیث کے حوالے سے نہایت جامع خطاب فرمایا۔

واشنگٹن ڈی۔ سی۔ سے شمال کی جانب قریباً پندرہ میل کے فاصلہ پر منٹگمری کاؤنٹی، میری لینڈ میں ۴ء۲۵ ملین ڈالرز کی خطیر رقم سے تعمیر ہونے والی یہ وسیع و عریض اور نہایت خوبصورت مسجد جماعت احمدیہ مسلمہ امریکہ کی موجودہ مساجد میں سب سے بڑی مسجد ہے۔ اگرچہ جولائی ۱۹۸۹ء میں سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک پر جماعت احمدیہ عالمگیر کے افراد نے بھی حصول ثواب و برکت کی غرض سے امریکہ میں مساجد کی تعمیر کے لئے کسی قدر مالی قربانی میں حصہ لیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ توفیق اور سعادت جماعت احمدیہ امریکہ کے افراد کو ہی نصیب فرمائی کہ مسجد کی تعمیر کے قریباً تمام تر اخراجات وہ خود برداشت کریں۔ اس سلسلہ میں امریکہ کے احمدی ڈاکٹرز اور سرجنز اور احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کو خاص طور پر غیر معمولی طور پر نمایاں قربانی کی توفیق ملی۔ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کوئی مسجد تعمیر کی، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ ہمیں یقین ہے اور ہماری دعا ہے کہ وہ تمام مخلصین جنہوں نے اس خانہ خدا کی تعمیر میں کسی بھی رنگ میں حصہ لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے اخلاص اور قربانی کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے ان کے اموال و نفوس میں بہت برکت بخشے گا اور اس دنیا میں بھی وہ خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والے ہونگے اور آخرت میں بھی وہ اس کی رضا کی جنتوں کے وارث ہونگے۔

امریکہ میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد ۱۹۲۲ء میں تعمیر ہوئی تھی اور اب اس مسجد سمیت امریکہ میں مساجد احمدیہ یا مراکز نماز و مشن ہاؤسز کی تعداد ۲۹ ہو گئی ہے۔ ان میں سے ۲۲ مساجد یا مشن ہاؤسز (مراکز نماز) وہ ہیں جو گزشتہ دس بارہ سال کے دوران جماعت کو بنانے کی توفیق ملی اور یہ وہ عرصہ ہے جس میں پاکستان میں حکومت کی پشت پناہی سے متعدد احمدیہ مساجد کو منہدم کیا گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کو کثرت سے اور نہایت وسیع اور خوبصورت مساجد کی تعمیر کی توفیق بخشی۔ ایک طرف وہ نام نہاد مسلمان ہیں جو ایک "مملکت اسلامیہ" میں مساجد کو منہدم کرنے اور ان کی ویرانی کے درپے ہیں اور دوسری طرف جماعت احمدیہ مسلمہ ہے جو ساری دنیا میں خدا کے گھر تعمیر کرنے کی سعادت پا رہی ہے۔ الحمدللہ، حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ۔ اللھم زد و بارک۔

الغرض مسجد بیت الرحمان کی تعمیر کے اس نہایت مبارک موقعہ پر ہم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں اور تمام افراد جماعت احمدیہ عالمگیر اور بالخصوص ممبران جماعت احمدیہ امریکہ کو دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ یہ مسجد ہمیشہ ایسے تقویٰ شعار، مخلصین لہ الدین نمازیوں سے معمور رہے جو اپنی زینت ساتھ لے کر اس مسجد میں آئیں اور اللہ تعالیٰ اس مسجد کے ظاہری و باطنی حسن کو ہر لحہ فزوں تر فرماتا چلا جائے اور خلوص اور تقویٰ کی بنیادوں پر اٹھائی جانے والی یہ مسجد اپنے ماحول کو خدا تعالیٰ کی سچی توحید کے نور سے منور کرنے اور نوع انسانی کو وحدت کی لڑی میں پرونے کا ایک مؤثر اور فعال مرکز ثابت ہو۔ آمین۔

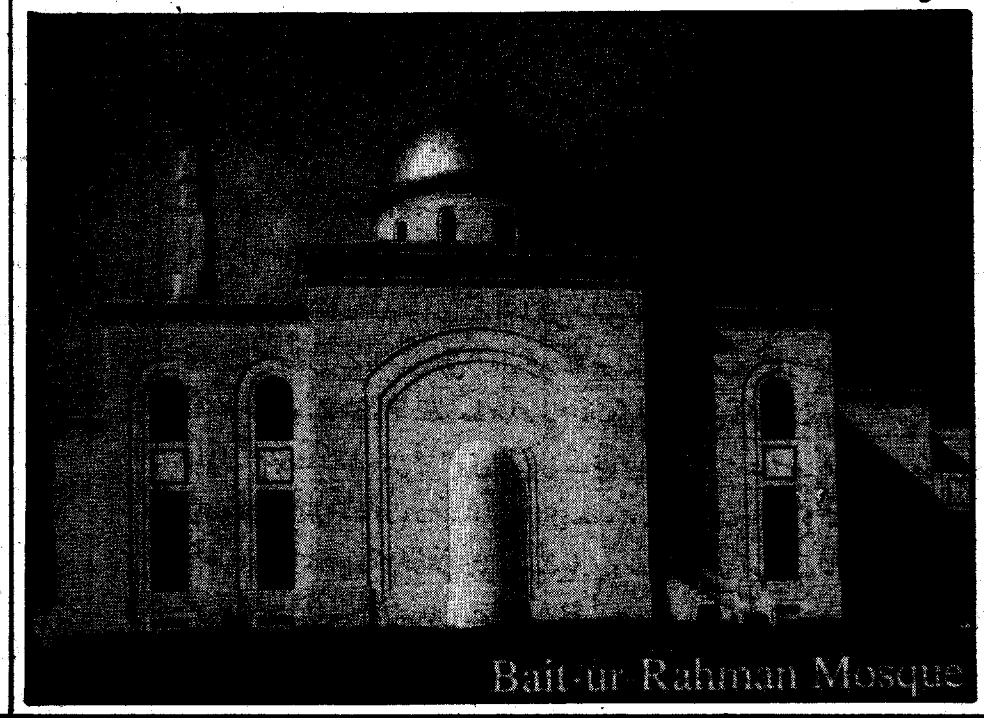
Bait-ur Rahman Mosque

احادیث النبی ﷺ

عَنِ ابْنِ اَعْبُدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ لِي عَلِيٌّ: اَلَا اُحَدِّثُكَ عَنِّي وَعَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ مِنْ اَحَبِّ اَهْلِهِ اِلَيْهِ. قُلْتُ: بَلٰى! قَالَ: اِنَّهَا جَرَّتْ بِالرَّحٰى حَتّٰى اَثَّرَ فِي يَدِهَا وَاسْتَقَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى اَثَّرَ فِي نَحْرِهَا وَكَنَسَتِ الْبَيْتَ حَتّٰى اغْبَرَّتْ ثِيَابُهَا فَاَتَى النَّبِيَّ ﷺ خَدَمٌ فَقُلْتُ: لَوْ اَتَيْتِ اَبَاكِ فَسَاَلْتِهِ خَادِمًا فَاَتَتْهُ فَوَجَدَتْ عِنْدَهُ حُدَّاثًا فَرَجَعَتْ فَاَتَاهَا مِنَ الْغَدِ فَقَالَ: مَا كَانَ حَاجَتُكِ؟ فَسَكَتَتْ. فَقُلْتُ: اَنَا اُحَدِّثُكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! جَرَّتْ بِالرَّحٰى حَتّٰى اَثَّرَتْ فِي يَدِهَا وَحَمَلَتْ بِالْقِرْبَةِ حَتّٰى اَثَّرَتْ فِي نَحْرِهَا فَلَمَّا اَنْ جَاءَكَ الْخَدَمُ اَمَرْتُهَا اَنْ تَاْتِيَكَ فَتَسْتَخْدِمَكَ خَادِمًا يَقِيْهَا حَرَّ مَا هِيَ فِيْهِ قَالَ: اِتَّقِي اللّٰهَ يَا فَاطِمَةُ! وَاَدِّي فَرِيْضَةَ رَبِّكِ وَاعْمَلِي عَمَلَ اَهْلِكِ فَاِذَا اَخَذْتِ مَضْجَعَكِ فَسَبِّحِي ثَلَاثًا وَثَلٰثِيْنَ وَاحْمَدِي ثَلٰثًا وَثَلٰثِيْنَ وَكَبِّرِي اَرْبَعًا وَثَلٰثِيْنَ فَتِلْكَ مِائَةٌ فَهِيَ خَيْرٌ لَكِ مِنْ خَادِمٍ. قَالَتْ: رَضِيْتُ عَنِ اللّٰهِ وَعَنْ رَسُوْلِهِ.

(ابوداؤد، كتاب الخراج والفيء والامارة، باب في بيان مواضع قسم الخمس)

حضرت ابن اَعْبُد بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت علیؓ نے کہا کہ کیا میں تجھے اپنا اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ نہ سناؤں؟ حضرت فاطمہؓ تمام رشتہ داروں میں حضورؐ کو سب سے زیادہ عزیز تھیں۔ میں نے کہا کیوں نہیں ضرور سنائیں۔ اس پر حضرت علیؓ سنانے لگے کہ چکی چلا چلا کر فاطمہ کے ہاتھ میں گٹے اور پانی ڈھو ڈھو کر سینے پر مشکیزہ کے نشان پڑ گئے تھے اور گھر میں جھاڑو دینے کی وجہ سے کپڑے میلے کچیلے ہو جاتے تھے۔ اس عرصہ میں حضورؐ کے پاس کچھ خادم آئے۔ میں نے کہا اگر تم اپنے ابا کے پاس جاؤ اور جا کر کوئی خادم مانگ لو۔ چنانچہ وہ آپؐ کے پاس آئیں تو دیکھا کہ لوگ بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ چنانچہ وہ اس دن واپس آگئیں پھر دوسرے دن گئیں۔ حضورؐ نے پوچھا کیسے آئی ہو تو وہ خاموش رہیں۔ میں نے کہا حضور میں بتاتا ہوں یہ کس لئے آئی ہے۔ چکی چلا چلا کر ہاتھ میں گٹے پڑ گئے ہیں اور مشک اٹھا اٹھا کر سینے پر نشان نظر آتے ہیں۔ اب جبکہ کچھ خادم آپؐ کے پاس آئے ہیں تو میں نے انہیں کہا تھا کہ وہ آپ کے پاس آکر آپ سے کوئی خادم مانگ لیں جو انہیں اس مشقت سے بچا لے جس میں وہ اس وقت ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے فاطمہ! اللہ سے ڈرو اور اپنے رب کے فرائض ادا کرو اور گھر کے کام کاج خود کرو۔ جب رات کو سونے لگو تو ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کا ذکر کرو۔ یہ کل سو بار ہوئے۔ یہ طرز عمل تیرے لئے نوکر چاکر (کی تمنا) سے زیادہ بہتر ہے۔ اس پر حضرت فاطمہؓ نے عرض کیا۔ میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی رضا پر راضی ہوں۔

اور کیا مانگتے ہو صدق بیانی اس کی
اس کا چہرہ ہے صداقت کی نشانی اس کی
وہ تو اللہ کی باتیں تھیں زبانی اس کی
ظالمو تم نے مگر ایک نہ مانی اس کی
اس کی آنکھیں ہیں شفا بخش مسیحا آنکھیں
تم نے دیکھی نہیں آنکھوں کی روانی اس کی؟
وہ تو موعود ہی تھا وقت پہ آنے والا
تم نے جھٹلا کے مگر قدر نہ جانی اس کی
کاش تم اس کی حقیقت کبھی ہم سے سنتے
تم نے غیروں سے سنی ہوگی کہانی اس کی
تم نے تو وحدت امت کو گنوایا لیکن
ہم میں موجود رہی قدرت ثانی اس کی

(پرویز پروازی)

احمدی مسلم خواتین کے
تعلق باللہ کے ایمان افروز واقعات

خطاب سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۹۳ء

بر موقع جلسہ سالانہ (مستورات) بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ، برطانیہ

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت فرمائی:

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝

نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝

نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ ۝

(سورہ حٰم سجدہ : ۳۱ تا ۳۳)

قرآن کریم کی جن تین آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا رب ہے اور پھر اس دعوے پر استقامت اختیار کرتے ہیں "تتنزل علیهم الملائكة" ان پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ "الا تخافوا ولا تحزنوا" کہ دیکھو ہر گز کوئی خوف نہ کرو اور کوئی غم نہ کھاؤ "وابشروا بالجنة التي كنتم توعدون" اور اس جنت کی خوش خبری سے خوش ہو جاؤ جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے۔ "نحن اولياؤكم في الحيوة الدنيا" ہم صرف جنت کی خوش خبریاں لے کر ہی نہیں آئے ہم اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھی اور تمہارے دوست ہیں "وفی الاخرة" اور آخرت میں بھی دوست رہیں گے۔ "ولكم فيها ما تشتهي انفسكم" تمہارے لئے اس آخرت کی دنیا میں، آخرت کی زندگی میں وہ سب کچھ ہو گا جو تم چاہتے ہو۔ "ولكم فيها ما تدعون" اور تمہارے لئے وہ کچھ ہو گا جس کا تم ادعا کیا کرتے تھے، پکارا کرتے تھے۔ "نزلا من غفور رحيم" یہ غفور اور رحیم رب کی طرف سے مہمانی ہے۔ تم خدا کے مہمان ہو اور اس رنگ میں اللہ تمہاری مہمان نوازی فرما رہا ہے۔

ان آیات کریمہ سے یہ بات تو قطعی طور پر ثابت ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی امت میں ہمیشہ فرشتوں کا نزول رہے گا اور کوئی دنیا کی طاقت اس نزول کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی اور یہ نزول بعض خاص ایام میں شدت اختیار کر جاتا ہے۔ یعنی دکھوں اور ابتلاؤں کے دنوں میں یہ فرشتے جو بالعموم امت محمدیہ میں خدا کے پاک بندوں پر نازل ہوتے ہیں اور ابتلاؤں کے دنوں میں بکثرت نازل ہوتے ہیں اور یہ پھل ہے استقامت کا۔ جو لوگ خدا کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، جو یہ اعلان کر دیتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور ہمیں کسی دوسرے کی پرواہ نہیں اور پھر اس دعوے پر قائم رہتے ہیں۔ استقامت دکھاتے ہیں، وفا کرتے ہیں، ان کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان پر خدا کے فرشتے بکثرت نازل ہوتے ہیں اور بولتے ہوئے فرشتے یہ پیغام دیتے ہوئے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں، اس دنیا میں بھی، آخرت میں بھی۔ کوئی غم نہ کرو، کوئی خوف نہ کرو۔

سوال یہ ہے کہ اس نزول ملائکہ کی کون سی علامتیں جماعت احمدیہ میں پائی جاتی ہیں جن کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ خدا کے فضل کے ساتھ ہم وہی غلامان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں جن کے حق میں یہ خوش خبریاں دی گئی تھیں۔

جماعت احمدیہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کے واقعات لازم و ملزوم ہیں

اس پہلو سے بارہا آپ کے سامنے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سو سالہ تاریخ سے بکثرت ایسے واقعات اور حقائق پیش کئے جاتے رہے ہیں جن میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کے تجارب، خدا تعالیٰ سے تعلق کے واقعات اور خدا تعالیٰ کی رحمت اور شفقت کی داستانیں محفوظ ہیں۔ اس کثرت سے ایسے واقعات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں رونما ہوتے تھے کہ بلاشبہ ان پر کامل طور پر یہ آیت اطلاق پاتی تھی کہ "تتنزل علیهم الملائكة" بکثرت فرشتے ان پر نازل ہوتے ہیں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض راتیں ایسی گزریں کہ آپ فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ یہ ہوتا تھا کہ میں کسی غم اور فکر میں مبتلا ہوتا تھا، دشمن کی تیزیوں اور گستاخیوں سے دل مجروح ہوتا تھا اور تکیے پر سر رکھتا تھا اور ساری رات میرے خدا کی پیار بھری آوازیں سنائی دیتی تھیں۔ مسلسل ساری ساری رات مجھ سے کلام کرتا تھا اور تسلیاں دیتا تھا۔ ایک صحابی نے مجھ سے بیان کیا کہ اس زمانے میں تو یہ کیفیت تھی کہ یوں لگتا تھا ایکسچینج لگا ہوا ہے۔ ادھر بات کی اور ادھر اس کا جواب آگیا۔ پس خصوصیت کے ساتھ جو ابتلاء کا دور تھا وہ احمدیت کے آغاز میں اپنی پوری شدت کے ساتھ ظاہر ہوا اور اسی شدت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ انعامات جماعت پر نازل ہوئے جن کا اس آیت کریمہ میں ذکر ملتا ہے لیکن یہ سلسلہ محض تاریخ کا حصہ نہیں یہ جماعت احمدیہ کے وجود کا ایک لازم حصہ ہے اور جماعت احمدیہ اور خدا تعالیٰ سے تعلق کے واقعات لازم و ملزوم ہیں۔ اگر یہ تعلق ٹوٹ جائے، اگر اس نزول ملائکہ کا سلسلہ بند ہو جائے تو وہ دن جماعت احمدیہ کی موت کا دن ہو گا۔ لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج بھی بکثرت خدا تعالیٰ جماعت سے ہم کلام ہوتا ہے۔ جماعت کے مردوں سے بھی، عورتوں سے بھی اور بچوں سے بھی اور تمام دنیا میں یہ واقعات رونما ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ شاید ہی کوئی دن ایسا گزرتا ہو جبکہ خطوط میں کسی نہ کسی تعلق باللہ کا تجربہ مجھے خط کی صورت میں پیش نہ کیا گیا ہو اور خطوں میں اس کا ذکر نہ ملا ہو۔ یہ واقعات افریقہ میں بھی ہو رہے ہیں، مشرق بعید میں بھی ہو رہے ہیں، مشرق وسطیٰ میں بھی ہو رہے ہیں۔ امریکہ میں بھی، کینیڈا میں بھی۔ اور تعلق باللہ کی یہ داستانیں جو ساری دنیا میں بکھری پڑی ہیں اور رونما ہوتی چلی جا رہی ہیں اس سے متعلق مجھے کچھ اطلاعیں ملتی رہتی ہیں تاکہ میرا دل تسلی پا جائے کہ جس جماعت کا مجھے امام مقرر کیا گیا ہے وہ متقین کی جماعت ہے، وہ فاسقین کی جماعت نہیں اور ایک زندہ جماعت ہے جس کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق ہے۔

آج کے اجلاس میں میں نے خواتین کی مناسبت سے کچھ ایسے واقعات بیان کرنے کے لئے سامنے رکھے ہیں جن کا خالصتاً تعلق خواتین سے ہے۔ یہ مضمون اتنا وسیع ہے اور واقعات کے ایسے انبار لگے پڑے ہیں کہ میرے لئے ممکن نہیں تھا کہ ان کا دسواں حصہ بھی میں بیان کر سکتا۔ چنانچہ میں نے سلسلہ کے ایک عالم کے سپرد یہ کام کیا کہ ان واقعات میں سے کچھ چن کر مجھے دے دو۔ ہو سکتا ہے میں خود تفصیل سے تلاش کرتا تو بعض اور زیادہ دل پر اثر کرنے والے واقعات اکٹھے کر لیتا۔ مگر جو کچھ میرے سامنے پیش کیا گیا ہے میں اس میں آپ کو اپنے ساتھ شریک کرتا ہوں۔

سب سے پہلے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو رویا آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ کس طرح خدا تعالیٰ احمدی خواتین سے اس حالت میں بھی ہمکلام ہوا جب ابھی وہ بچہ تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ عادت تھی کہ اپنے بچوں کو بھی دعا کے لئے کہا کرتے تھے اور پھر بعض دفعہ پوچھا بھی کرتے تھے کہ کیا کوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا۔ یہ مطلب نہیں تھا کہ گویا آپ بچوں کے محتاج تھے کہ وہ خدا سے جواب لے کر دیں بلکہ بچوں کی تربیت کی خاطر یہ آپ کا دستور تھا اور ان کو بتانے کے لئے کہ ان کا باپ ایک زندہ خدا سے تعلق رکھتا ہے جسے وہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتے ہیں اور کانوں سے سن سکتے ہیں۔ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ لکھتی ہیں کہ ایک بار مجھ سے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کی تحریک کی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ چوبارے پر گئی ہوں اور حضرت مولوی نور الدین صاحب ایک کتاب لئے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اس کتاب میں میرے متعلق حضرت صاحب کے الہامات ہیں اور ایک الہام ان میں سے یہ ہے کہ میں ابوبکر ہوں۔ آپ نے یہ رویا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سنائی تو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ اپنی ماں سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پہلے خلیفہ تھے اور اس رویا کے ذریعے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فوراً سمجھ گئے کہ میری وفات کے دن قریب ہیں اور ابوبکر کا زمانہ آنے والا ہے۔ پس اس پہلو سے آپ نے نصیحت کی۔ حضرت پھوپھی جان لکھتی ہیں کہ مجھے تو سمجھ نہیں تھی کہ کیا بات ہے کیوں نہ بتاؤں لیکن پھر چند ماہ کے بعد جب وصال ہوا تو یہ بات مجھ پر کھل گئی۔

اسی طرح ایک اور رویا میں آپ نے دیکھا کہ خواب میں مولوی عبدالکریم صاحب دروازے کے پاس آئے اور مجھے کہا بی بی جاؤ ابا سے کہو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور صحابہ تشریف لے آئے ہیں اور آپ کو بلاتے ہیں۔ میں اوپر گئی اور دیکھا کہ پلنگ پر بیٹھے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت تیزی سے لکھ رہے ہیں (یہ ساری خواب کی کیفیت ہے تیزی سے لکھ رہے ہیں) اور ایک خاص پر نور اور پر جوش کیفیت آپ کے چہرے پر ہے۔ میں نے کہا ابا مولوی عبدالکریم صاحب کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم صحابہ رضوان اللہ کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور آپ کو بلا رہے ہیں۔ آپ نے لکھتے لکھتے نظر اٹھائی اور مجھے کہا جاؤ کہو یہ مضمون ختم ہوا اور میں آیا۔ یہ مضمون وہ ہے جس کا نام پیغام صلح ہے۔ مضمون لکھنے کے معاً بعد ایک دن کے اندر اندر آپ کا وصال ہوا ہے۔ یعنی ایک رات کو مضمون ختم ہوا ہے اور دوسرے دن وصال ہو گیا۔ تو کتنی شان اور صفائی کے ساتھ یہ دردناک رویا پوری ہوئی اور یہ جواب کتنا عجیب ہے جاؤ کہو یہ مضمون ختم ہوا اور میں آیا۔

AUTO REPAIRS

ANY AUTO ELECTRICAL
OR MECHANICAL REPAIRS
ALL CAR MODELS AND MAKES

FOR FURTHER INFORMATION CALL
NASEER AHMAD KHALID
ON:
(081) 789 1913

MOST COMPETITIVE PRICES
IN WORLD WIDE FREIGHT
FORWARDING & TRAVEL

ARIEL ENTERPRISES

26 LEGRACE AVENUE,
HOUNSLOW,
MIDDLESEX TW4 7RS

PHONE 081 564 9091
FAX 081 759 8822

ایک اور رویا میں آپ نے دیکھا کہ میں بیٹھی ہوئی ہوں اور ایک شخص کہتا ہے کہ دنیا کا سب سے بڑا آدمی دو چار ماہ تک رخصت ہو جائے گا۔ حضرت پھوپھی جان لکھتی ہیں کہ میں سمجھی کہ دنیا کا سب سے بڑا آدمی اس وقت تو سلطنت برطانیہ کا بادشاہ ہے اس کی موت کی خبر ہے تو آپ نے اسی رنگ میں ذکر کیا کہ دنیا کا سب سے بڑا آدمی فوت ہو گیا ہے۔ میں نے دیکھا ہے اور سلطنت انگریز کا بادشاہ مراد ہو سکتی ہے۔ آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا یہ مطلب نہیں اور بات ختم ہو گئی۔ یہ سلسلہ اگلی خلافتوں میں بھی اسی طرح جاری رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے دور میں بھی، خلیفۃ المسیح الثانی کے دور میں بھی، خلیفہ ثالث کے دور میں بھی، اور اب بھی روزمرہ اس کا مشاہدہ کرتا ہوں کہ مردوں ہی کو نہیں عورتوں کو بھی اللہ تعالیٰ سچی رویا سے مشرف فرماتا ہے اور حیرت انگیز صفائی کے ساتھ وہ خوش خبریاں یا انذار کی خبریں پوری ہوتی ہیں۔

عالم بی بی صاحبہ ایک بہت ہی نیک، دعاگو خاتون تھیں۔ ان کے والد کا نام حسن محمد تھا۔ حضرت عالم بی بی صاحبہ لکھتی ہیں کہ مجھے کبھی بھی خلافت مسیح موعودؑ کے بارے میں شک نہیں ہوا۔ کہتی ہیں مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک خواب کے ذریعے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ حضور کے خلیفہ حضرت مولوی نورالدین صاحب ہونگے۔ کہتی ہیں میں نے حضور کی وفات سے چند یوم قبل دیکھا کہ آسمان ستاروں سے بھرپور ہے۔ اچانک اس میں ایک کھڑکی کھلی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ فرشتے نور کی مشکیں بھر بھر کر حضرت مولوی صاحب کے گھر انڈیل رہے ہیں۔ عجیب نورانی کیفیت تھی کہ آنکھ کھل گئی۔ چند دن بعد یعنی چھبیس مئی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا۔

حضرت قاضی محمد اکمل صاحب کی اہلیہ بھی بہت دعاگو بزرگ خاتون تھیں انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے وصال سے کچھ دن پہلے رویا میں دیکھا کہ حضرت مولوی صاحب فوت ہو گئے ہیں اور پھر مرزا محمود احمد ایک گھوڑے پر نمودار ہوئے اور آواز آئی یہ خلیفہ منتخب ہو گئے ہیں اس لئے خلافت ثانیہ کی بیعت میں مجھے ادنیٰ سا بھی تردد نہ ہوا اور پوری شرح صدر کے ساتھ میں نے حضرت مرزا محمود احمد کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اہلیہ قاضی عبدالرحیم صاحب بھٹی جن کے خاندان کا ایک بڑا حصہ اب انگلستان میں آباد ہے وہ کہتی ہیں خدا تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر لکھواتی ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول جب گھوڑے پر سے گرے اور حضور کو بہت چوٹیں آئی تھیں جن کی وجہ سے سخت تکلیف تھی اور زندگی کی بظاہر کوئی امید نہ تھی۔ میں نے رویا میں دیکھا کہ سخت گھبراہٹ کا عالم ہے اور بے چین ہوں۔ اتنے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر ہوتے ہیں اور آپ فرماتے ہیں تین دن کے بعد یہ جو ہوگا۔ اور اشارہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود کی طرف ہے۔ آپ اس وقت صاحبزادہ مرزا محمود احمد کہلاتے تھے تو اس گھبراہٹ کے نتیجے میں جو رویا آئی اس میں حضرت مرزا محمود احمد دکھائے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام انگلی کا اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ تین دن کے بعد یہ جو ہوگا۔ اس پر ان کو گھبراہٹ ہوئی کہ شاید حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی زندگی تین دن تک ہی ہے لیکن شفا ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوبارہ اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں مصروف ہو گئے لیکن تین سال کے بعد آپ کا وصال ہوا اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مرزا محمود منتخب ہو گئے تو تین دن سے مراد بعض دفعہ تین سال ہوتے ہیں لیکن جب خواب پوری ہوتی ہے تو صاف دکھائی دیتا ہے کہ بعض باتیں اشاروں میں تھیں اور وقت پر جب وہ اشارے ظاہر ہوتے ہیں تب انسان کو سمجھ آتی ہے۔

اب میں نسبتاً قریب کے دور میں آتا ہوں مگر اس طرح ادوار میں میں نے واقعات تقسیم نہیں کئے کچھ ملا جلا دئے ہیں۔ کبھی ہم واپس چلے جائیں گے مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں، کبھی کسی اور خلیفہ کے دور میں، ملا جلا کر گلدستے کے رنگ میں میں یہ واقعات آج آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

اوچ شریف میں **زرینہ بیگم صاحبہ اہلیہ محمد افضل صاحب** لکھتی ہیں کہ کچھ عرصہ ہوا میں نے رات کے پچھلے حصے میں ایک خواب دیکھی۔ کیا دیکھتی ہوں کہ جلسہ سالانہ پر ربوہ گئی ہوں، جلسہ پر لوگ کافی تعداد میں ہیں اور جلسہ گاہ اتنی بھر گئی ہے کہ باقی لوگ مکان کی چھتوں پر چڑھ بیٹھے ہیں۔ میرے دل میں خیال آیا کہ میں حضور اقدس یعنی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کر لوں۔ کہتی ہیں میں وہاں گئی ہوں لیکن لوگ بہت سے ہیں جو زیارت کرنا چاہتے ہیں۔ دروازے بند ہیں اور میں اندر نہیں جا سکتی۔ پھر آخر مجھے اندر جانے کا موقع ملا۔ حضرت مصلح موعودؓ ایک پلنگ پر لیٹے ہوئے ہیں اور پاس ہی سیدہ بشریٰ بیگم بیٹھی ہیں۔ حضور کا چہرہ نور ہی نور تھا میرا دل دیکھ کر باغ باغ ہو گیا۔ میں نے عرض کیا حضور سر مبارک پر تیل ملوں۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر عرض کیا حضور کے پاؤں دباؤں، حضور نے فرمایا نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ جلسہ گاہ میں لوگ انتظار میں بیٹھے ہیں۔ حضور جلسہ گاہ تشریف لے چلیں تا کہ تقریر فرماویں۔ اس پر حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا "اب میرا حق نہیں ہے ناصر کا حق ہے" چنانچہ اس رویا کے کچھ دیر بعد حضرت مصلح موعود کا وصال ہوا تو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث یعنی مرزا ناصر احمد صاحب خلیفہ منتخب ہوئے۔ ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تم کس کی بیٹی ہو میں عرض کرتی ہوں کہ میں رانا فیض بخش صاحب اسسٹنٹ رجسٹرار کی بیٹی ہوں جو ضلع ملتان کے رہنے والے ہیں تو اس پر حضور فرماتے ہیں میں ان کو جانتا ہوں ان کی عمر اس وقت پچاس پچپن سال ہے۔ خدا کے فضل سے یہ آج بھی زندہ ہیں اور بقائمی ہوش و حواس ہیں۔ مجھ سے خط و کتابت بھی ہے اور یہ اس سارے واقعہ کے گواہ موجود ہیں۔

صوبیدار بدر عالم صاحب اعوان کی بیٹی نصرت صاحبہ تحریر کرتی ہیں۔ آج سے تقریباً چھ سال قبل غالباً سن چوہتر (۷۴ء) میں (مہینہ یاد نہیں) ایک رات نفل پڑھنے کے بعد سوئی تو خواب میں دیکھا کہ میں نے کسی بڑی دعوت کا انتظام کیا ہے اور میں بے شمار مہمانوں کی آمد کا انتظار کر رہی ہوں۔ اس ہجوم میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضور کی حرم محترم حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ بھی ہمراہ ہیں۔ حضور مجھ سے فرماتے ہیں " آج ہم آپ سب میں موجود ہیں۔ آپ کے بلانے پر ہم آئے ہیں مگر شاید ہم اب جس طرح آپ کے گھر آئے ہیں پھر نہ آ سکیں گے دوبارہ موقع نہ ملے گا" میں نے شرارت سے کہا (یعنی پیار کے رنگ میں شرارت مراد ہے) "اے ہمارے پیارے والد آپ نہ ہونگے تو پھر کون ہو گا؟" حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کچھ دیر میری طرف دیکھ کر مسکراتے رہے اور پھر فرمایا " طاہر" اس کے آگے حضور کچھ نہ بولے۔ پھر سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدھا نے فرمایا " میں پہلے ہی اس جہان میں نہ رہوں گی"۔ پس محض ایک بات نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے کوئی انسان سمجھے کہ شاید خیال اور تصور کی بات ہو۔ دوسری پختہ نشانی بھی پہلے ہی سن چوہتر (۷۴ء) میں آپ کے سامنے خدا تعالیٰ نے کھول کر رکھ دی کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے وصال کا جو ذکر ہے اس سے پہلے ہی حضرت سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ اس دنیا سے رخصت ہو چکی ہوں گی۔

نعیمہ بیگم صاحبہ، حمید احمد رانا صاحب کی اہلیہ ہیں وہ دو اگست ۱۹۸۲ء کو لکھتی ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے یہ خواب بیان کرتی ہوں کہ آج سے ۴ سال قبل یعنی ۱۹۷۸ء میں عاجزہ نے خواب میں دیکھا کہ شہر سرگودھا میں احمدیوں کے خلاف جھگڑا ہو رہا ہے۔ ایک شخص جس کو میں نہیں جانتی اس کی آواز آتی ہے کہ " میاں طاہر احمد کہاں ہیں" کسی دوسرے نے اس کو بھی میں نہیں جانتی جواب میں کہا کہ وہ تو سیالکوٹ ہیں اگر وہ یہاں ہوتے تو جماعت کی خاطر جان لڑا دیتے۔ اس کے بعد ایک اور آواز آئی کہ " اچھا ہے وہ یہاں نہیں ہیں اگر وہ یہاں ہوتے تو شاید انہیں کوئی نقصان پہنچ جاتا ان کا وجود بہت قیمتی ہے کیونکہ انہوں نے خلیفہ ثالث کے بعد خلیفہ بننا ہے"۔ یہ ۱۹۷۴ء کے فسادات کی بات ہے اور واقعتہً میں ان دنوں ربوہ میں نہیں تھا۔ میں باہر دورے پر گیا ہوا تھا۔ واپسی پر مجھے اطلاع ملی لاہور پہنچا تھا کہ بہت بڑے فساد پھوٹ پڑے ہیں اور سرگودھا میں بھی اور ربوہ میں بھی آتش زنیاں ہو رہی تھیں۔ تو یہ رویا بڑی صفائی کے ساتھ پوری ہوئی کہ وہ یہاں موجود نہیں ہیں یعنی ان فسادوں کے وقتوں میں اور خدا تعالیٰ کی حکمت نے باہر رکھا ہوا ہے۔

اقبال بیگم صاحبہ اہلیہ اخوند محمد اکبر صاحب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دسمبر ۱۹۶۵ء میں اپنی یہ خواب لکھ کر بھجوائی جو مولانا شمس صاحب مرحوم نے ایک مجموعہ کی شکل میں شائع کی وہ لکھتی ہیں آج سے بارہ تیرہ سال قبل اس عاجزہ نے ایک خواب دیکھا تھا جسے حلفیہ بیان کر رہی ہوں۔ دیکھا کہ ربوہ کے میدان میں بے حد لوگ جمع ہیں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ہنگامی حالت ہو قریب آئی تو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ جن میں خاندان مسیح موعودؑ کے افراد بھی ہیں آپس میں خلافت کے متعلق بحث کر رہے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بھی اسی جگہ تشریف لائے ہیں اور انہوں نے حضرت میاں ناصر احمد صاحب کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہے اور خاموشی سے اسی طرف چل پڑے ہیں جہاں اب مسجد مبارک ہے۔ مسجد مبارک میں یہ خلافت کا انتخاب ہوتا رہا ہے اس پر جو لوگ آپس میں بحث کر رہے ہیں خاموشی سے حضور کے پیچھے پیچھے چل پڑے ہیں اور زور زور سے نعرے بلند کر رہے ہیں اور باقی چند خاموشی سے دوسری طرف چل پڑے ہیں۔

امتہ الرشید صاحبہ کراچی سے لکھتی ہیں۔ عاجزہ نے آج سے سترہ سال پہلے ایک خواب دیکھی جس کی تعبیر آج ملی ہے۔ میں نے حضرت مصلح موعود کی وفات سے چند روز قبل خواب میں دیکھا کہ حضرت ام ناصر اپنے گھر میں ہیں۔ حضرت امی جان کے ساتھ اس خاندان کا بہت گہرا تعلق تھا ان کی والدہ بھی اور یہ سب لوگ خاص تعلق سے وہاں خدمت کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے کہتی ہیں کہ رویا میں حضرت ام ناصر کو دیکھا ایک بہت بڑا کمرہ ہے جو بہت خوبصورت اور روشن ہے۔ اس کے اندر ایک خوبصورت پلنگ بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک خوبصورت گاؤ تکیہ کے سہارے حضرت ام ناصر نور اللہ مرقدھا بیٹھی ہیں۔ میں ان کو دیکھ کر جلدی سے اندر جاتی ہوں اور بڑے زور سے آپ کو السلام علیکم کہتی ہوں۔ آپ مجھے فرماتی ہیں کہ چھوٹی آپا کے گھر آج دعوت ہے سب لوگ کھانا کھا رہے ہیں تم نے کھایا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ کس بات کی دعوت ہے فرماتی ہیں تمہیں علم نہیں کہ آج ناصر دولہا بنا ہے۔ اس ساری گفتگو کے دوران میں نے دیکھا کہ حضرت مرزا طاہر احمد (میرا نام لیتی ہیں) حضرت ام ناصر نور اللہ مرقدھا کے پیچھے اس طرح کھڑے ہیں کہ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان میں ہیں اور آپ مجھے دیکھ کر مسکرا رہے ہیں۔ جب حضرت ام ناصر نے فرمایا کہ تمہیں علم ہے کہ آج ناصر دولہا بنا ہے تو ساتھ ہی مرزا طاہر احمد کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس کے بعد ان کی باری ہے۔ اس کے بعد میں چھوٹی آپا کے گھر جاتی ہوں۔ وہاں جا کر دیکھا کہ سب لوگ وہاں جمع ہیں اور کھانے کا اہتمام ہے۔

امتہ الرشید بیگم صاحبہ دارالبرکات ربوہ سے لکھتی ہیں کہ خدائے قدوس کی قسم کھا کر جس کی

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

OPEN 7 DAYS A WEEK FOR
FREE DELIVERY
081-877 0469/1040
PIZZA
PASTA
BURGERS
MILK SHAKES
FRIED CHICKEN
ARNEY'S
164 GARRAT LANE,
LONDON SW18 4DA
SPECIALISTS IN HOME DELIVERY

MORSONS CLOTHING
Ladies and Children Clothing
Specialists in
SCHOOL UNIFORMS
Main Showrooms:
682/4 Uxbridge Road, Hayes,
Tel: 081 573 6361/7548
Kidswear Showroom:
54 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
Ladieswear Showrooms:
34 The Broadway, Ruislip
Road, Greenford
Children and Ladieswear
Showrooms:
51 High Street, Wealdstone

خطبہ جمعہ

اخلاق حسنہ ہیں جن کے غلبے کی دعا مانگنی چاہئے اور یہی وہ غلبہ ہے جو حقیقت میں اسلام کا غلبہ ہو گا، جس کا قرآن کریم میں وعدہ فرمایا گیا ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء مطابق ۲۳ تبوک ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام لاس اینجلیز (امریکہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

آج بھی بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں ملکوں کے کچھ اجتماعی یا جماعتی جلسے ہیں یا ذیلی تنظیموں کے اجتماعات ہیں اور ایک کافی بڑی فہرست تھی جس سے پتہ چلتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج کل کثرت سے جلسے بھی ہو رہے ہیں اور اجتماعات بھی ملکی سطح پر ہو رہے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا اب بہت وقت اعلانات پر لگنا شروع ہو گیا ہے اس لئے کبھی نام لے کر نہ بھی اعلان کیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ عموماً ان سب کو دوست اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں جہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملکی اجتماعات ہو رہے ہیں یا جلسے ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو اعلیٰ مقاصد کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے سارے اجتماعات کو للہ رکھیں، کہیں بھی کوئی انانیت کا یا دکھاوے کا پہلو ان کی نیتوں میں یا اعمال میں داخل نہ ہو سکے۔ نیکی کا کوئی کام بھی جہاں نیت میں معمولی سا بھی فتور داخل ہو جائے، کوئی کیڑا لگ جائے آخر وقت تک داغدار رہتا ہے اور اسے اچھے پھل نہیں لگتے۔ یہ وہ اہم بات ہے جس کے پیش نظر مجھے پہلے بھی ایک دو دفعہ یہ خیال آیا کہ اگر اس رواج کو مستقل جاری کر دیا گیا تو بہت سے ایسے ممالک ہیں جہاں یہ شوق کہ ہمارا نام بھی پڑھ کر سنایا جائے۔ ان کی نیتوں میں داخل ہو جائے گا اور یہ بھی ایک کیڑا ہے جو جڑ کو لگ جائے تو پھل ہمیشہ داغ دار نکلتا ہے بلکہ بسا اوقات ایسے درخت بھی مر جاتے ہیں جن میں جڑوں میں کیڑے لگ جائیں۔ جڑ کی بیماری کی اصلاح سب سے مشکل کام ہے اور بسا اوقات جب جڑ میں بیماریاں لگیں تو زمیندار کی کچھ پیش نہیں جاتی ایسے پودے بالآخر ضرور مرجھا جایا کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے ہر کام کے آغاز سے پہلے نیتوں پر غور کا ارشاد فرمایا ہے "انما الاعمال بالنیات" تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ نیتیں جو ابھی دل کی گہرائیوں میں یا ذہن کے پردوں کے پیچھے کروٹیں لے رہی ہوتی ہیں جن پہ کچھ محنت صرف نہیں ہوتی محض ایک خیال کی حیثیت سے پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں ایسی طاقت ہے کہ بڑی سے بڑی اعمال کی عمارت کو بھی وہ منہدم کرنے میں یا بالآخر اپنے مقاصد میں ناکام کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ بدنیتی پر انحصار ہو تو تمام دنیا بھی اس عمل میں اس نیت کی مدد ہو جائے اس نیت پر کارفرما ہونے کے لئے کوشش کرے تو بدی کا پھل بد ہی رہے گا۔ اس لئے نیتوں پر ہر کام کا انحصار حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ایک بہت بڑا احسان ہے اور مومن کو ہمیشہ متنبہ فرما دیا ہے کہ تمہاری ساری محنت ضائع جائے گی اگر نیت سے تم باخبر نہ ہوئے اور نیت کی اچھی طرح چھان بین کر کے تسلی نہ کر لی کہ تمہاری نیت صاف اور پاک ہے۔

پس اس پہلو سے بسا اوقات نیکی کے رستے سے بھی بدنیتیں داخل ہو جایا کرتی ہیں۔ بظاہر نیک کام ہے لیکن نیکی کے ساتھ جو خود نمائی کا پہلو بھی آ جاتا ہے وہ انسان کی نیت میں داخل ہو جائے تو سارا عمل بے کار اور بعض دفعہ بے ثمر اور بعض دفعہ غلط تلخ پھل لانے کا موجب بن جاتا ہے۔ پس ہمیں عمومی طور پر اپنی نیتوں پر نظر رکھنی چاہئے اور جہاں یہ رخنہ پیدا ہو یا یہ گمان پیدا ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ نیتوں میں کوئی دوسری چیز داخل ہو رہی ہے ایسے رستے کو بند کرنا وقت کے اوپر بہت ہی ضروری ہے اور ایسے رستوں پر چلنے سے گریز بہت لازم ہے۔ پس اگر چند ممالک کے نام یا چند جماعتوں کے نام نہ بھی سنائے جائیں تو کوئی ایسا نقصان نہیں ہے لیکن اگر سنائے جائیں اور وہ ان کی نیتوں میں گند ڈالنے کا موجب بن جائیں، آج نہیں تو کل رخنہ پیدا کر دیں تو یہ بہت بڑا نقصان ہے اس لئے جن ممالک کے نام میں پڑھ کر نہیں سنا رہا ان کو سمجھا رہا ہوں کہ اس پر دل گرفتہ نہ ہوں اس پر غم اور فکر کا اظہار نہ کریں۔ ان کے نام نہ سنانا بہتوں کی اصلاح کا موجب بن جائے گا اور خود ان کے لئے بھی غور و فکر کا موجب ہو گا۔ وہ اب اپنے دلوں کو کھنگال سکیں گے، اپنی نیتوں کو خوب اچھی طرح پرکھ سکیں گے کہ آیا ہماری نیت میں محض دعا ہی تھی۔ حصول دعا اور نیک کاموں میں آگے بڑھنے کی تمنا یا کچھ دکھاوے کا پہلو بھی داخل ہو گیا تھا۔ اگر محض للہ ایک اچھے کام کے اظہار کے لئے تمنا تھی کہ باقیوں کو بھی توفیق ملے اگر محض للہ اس لئے اعلان کی خواہش تھی کہ سب دنیا کے احمدیوں کو یا دوسروں کو بھی جو خطبات سنتے ہیں دعا کی توفیق ملے تو یہ نیت تو آپ کی پوری ہو جائے گی اس میں ایک ذرہ بھی رخنہ نہیں پڑے گا۔ معمولی بھی فرق نہیں آئے گا۔ کیونکہ وہ خدا جس نے دعائیں قبول کرنی ہیں اس خدا کے علم میں تو وہ سب جماعتیں ہیں وہ ساری مجالس ہیں جن کے ہاں جلسے ہو رہے ہیں یا اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں لیکن اگر دکھاوا پیش نظر تھا تو پھر ایسے لوگوں کو ضرور تکلیف پہنچے گی اور ایسی تکلیف بھی بعض دفعہ اصلاح کا موجب بن جاتی ہے۔ یہ تمہیدی بیان ہے جو دراصل جماعت کی عمومی اصلاح کے لئے اب فی ذاتہ ضروری تھا۔ اس کا بظاہر تعلق تو جلسوں کے اعلانات سے ہے لیکن میں محسوس کرتا ہوں کہ ہر نیک کام میں چونکہ بدنیتوں کے داخل ہونے کا رجحان پایا جاتا ہے اس لئے وقتاً فوقتاً اس کی یاد دہانی کرائی جاتی رہے تو جماعت کے لئے مفید ثابت ہو گا۔

اب میں اس مضمون کو پھر لیتا ہوں جو کچھ عرصہ سے سلسلہ وار شروع ہے یعنی وہ اخلاق حسنہ جن کی اسلام مسلمانوں سے توقع رکھتا ہے ہر مذہب کا خلاصہ اور لب لباب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اچھا تعلق ہو اور بنی نوع انسان سے اچھا تعلق ہو۔ بنی نوع انسان سے جو تعلق ہے وہ ہم سب کی نظر میں ہوتا ہے اللہ سے جو تعلق ہے وہ براہ راست دکھائی نہیں دیتا اس لئے وہاں صرف دعوے ہی دعوے رہ جاتے ہیں کوئی مذہب اگر یہ کہے کہ ہم بندے کو خدا سے ملاتے ہیں تو یہ ایک دعویٰ ہے۔ کسی کو کیا پتہ کہ وہ مذہب خدا سے ملاتا بھی ہے کہ نہیں لیکن اگر کوئی مذہب یہ دعویٰ کرے کہ ہم اخلاق حسنہ کی ترویج کے لئے قائم کئے گئے ہیں۔ ہم اس لئے آئے ہیں تاکہ بنی نوع انسان کے باہمی تعلقات کو درست کریں اور پہلے سے بہتر بنا دیں تو یہ ایک ایسا دعویٰ ہے جو ہر کس و ناقص کو دکھائی دیتا ہے کہ کس حد تک پہنچا ہے۔ اور اس سے مذاہب کی شناخت، ان کی پہچان بہت آسان ہو جاتی ہے۔ پس دو پہلو ہیں ایک اللہ سے تعلق کا اور ایک بنی نوع انسان سے تعلق کا جو بظاہر جدا جدا ہیں۔ ایک وہ ہے جو ہمیں اس دنیا میں دکھائی دیتا ہے، ایک وہ ہے جو ہماری نظروں سے اوجھل رہتا ہے۔ مگر ذرا بھی گہری نظر سے مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ دراصل یہ ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ یہ ناممکن ہے کہ اللہ سے اچھے تعلقات ہوں اور بندوں سے گندے اور مکروہ تعلقات ہوں۔ کئی وجوہات سے یہ ناممکن ہے اول وہ وجہ جو میں پہلے بیان کرتا رہا ہوں کہ اگر خالق سے پیار ہے تو اس کی تخلیق سے بھی لازماً پیار ہونا چاہئے اگر کسی شاعر سے محبت ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے شعروں سے نفرت ہو۔ کسی فنکار سے تعلق ہے تو اس کے فن سے بھی محبت ایک طبعی امر ہے یہ وہ بات ہے جو میں بارہا بیان کر چکا ہوں مگر اب میں اس مضمون کو ایک اور پہلو سے کھول کر آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔

اخلاق حسنہ ایک ایسی چیز ہے جس کے نتیجے میں انسان کا انسان سے تعلق بڑھتا ہے اور گہرا

ہوتا جاتا ہے۔ بدخلق انسان ایک ایسی مکروہ چیز ہے جس کا اپنے گھر میں بھی تعلق قائم نہیں ہوتا کوئی انسان خواہ کتنا ہی امیر کیوں نہ ہو اپنے بچوں کے لئے خواہ وہ محلات ہی کیوں نہ کھڑے کر دے ان کی اعلیٰ تعلیم کے بہتر سے بہتر انتظام ہی کیوں نہ کر دے اگر وہ بدخلق ہے تو اس کے بچوں کو اس سے پیار نہیں ہوگا۔ اگر وہ بدتمیز ہے تو اس کی بیوی اس کے کسی احسان کو نہیں مانے گی۔ ہمیشہ اس کی شاکی رہے گی اس کے خلاف شکوے کرتی رہے گی کہ میرا خاوند تم لوگوں کے لئے اچھا ہوگا مگر گھر کے لئے تو ایسا بدتمیز ہے کہ گھر کے سارے سکون کو اس نے غارت کر کے رکھ دیا ہے۔ ایک بدخلقی جو ایک گھر میں بھی تمام احسانات کا قلع قمع کر دیتی ہے اور کوئی تعلق قائم نہیں ہونے دیتی۔ ایسی بدخلقی جس کے نتیجے میں وہ شخص حلقہ احباب میں بھی کوئی عزت کا مقام نہیں پاتا، ایسے شخص کے متعلق یہ خیال کر لینا کہ اللہ کے دربار میں ایک اعلیٰ منصب پر فائز ہوگا حد سے زیادہ بے وقوفی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اوپر بہت ہی بدظن رکھتے ہیں یہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ ہمارے اخلاق تو ایسے ہیں کہ ایک بدخلق کی صحبت ہمیں سزا دیتی ہے، ہم پسند نہیں کرتے کہ اس کے پاس کچھ عرصہ بیٹھیں اور اس کے نتیجے میں ایک روحانی عذاب میں مبتلا ہوں۔ اپنے متعلق تو انسان یہ سوچے کہ بدخلقی کے نتیجے میں بیوی بھی خاوند کی نہیں رہتی، بچے بھی باپ کے نہیں رہتے مگر اللہ تعالیٰ کو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کیسا ہی بدتمیز، بدخلق، مکروہ اخلاق کا انسان ہو وہ اگر نمازیں پڑھتا ہے تو اللہ کے ہاں مقبول ہے۔ یہ خیال انتہائی جاہلانہ خیال ہے اس میں کوئی ادنیٰ بھی حقیقت نہیں۔ بندوں سے زیادہ خدا نفیس ہے۔ ہم نے تو نفاست اپنے رب سے سیکھی ہے۔ اگر اللہ میں یہ نفاست جس کو کہا جاتا ہے خلق کی نفاست یہ نہ ہوتی تو بندوں نے کہاں سے لینی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی سیرت پر پیدا فرمایا ہے، اپنے خلق پر پیدا فرمایا ہے اس لئے ہر اعلیٰ خلق کے رستے سے آپ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے مزاج کو پہچان سکتے ہیں اور مزاج شناسی کے بغیر دوستی نہیں بڑھ سکتی یہ ناممکن ہے کہ آپ اپنے گھر میں بھی اپنے عزیز ترین شخص کے مزاج سے ناواقف رہیں اور آپ کے تعلق گہرے اور استوار ہو سکیں۔ مزاج شناسی ہی سے Appreciation پیدا ہوتی ہے اور اگر کوئی شخص کوئی حسن رکھتا ہے لیکن اس کی Appreciation نہیں ہو رہی، اس کے حسن کی قدردانی نہیں ہو رہی تو ہمیشہ پیاسا اور محروم رہتا ہے۔

نیکی کا کوئی کام بھی جہاں نیت میں معمولی سا بھی کوئی فتور داخل ہو جائے، کوئی کیڑا لگ جائے، آخر وقت تک داغ دار رہتا ہے اور اسے اچھے پھل نہیں لگتے

پس اللہ تعالیٰ کے مزاج کو آپ سمجھیں نہ اور یہ سمجھتے ہوں کہ آپ اس سے تعلقات قائم کرتے اور عبادت کے ذریعہ خوش کر رہے ہیں تو یہ آپ کی بڑی غلط فہمی ہے۔ میں نے دیکھا ہے بعض عورتیں بے چاری ساری زندگی بدامنی میں رہتی ہیں، بے سکونی کی حالت میں عمر گزار دیتی ہیں اور اپنے خاوندوں کے متعلق یہ کہتی ہیں کہ بہت شریف النفس ہیں کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچائی۔ لیکن عورت کے حسن سے ناواقف رہتے ہیں اس کے اندر جو گہری خوبیاں ہیں، اعلیٰ اخلاق ہیں ان پر ان کی نظر ہی نہیں ہوتی اور بیوی اس طرح رہتی ہے گھر میں جیسے کوئی دوسری مخلوق ہو۔ اس کے ساتھ خاوند اپنی شرافت کے نتیجے میں حسن سلوک تو کرتا ہے لیکن اس کی قدر نہیں پہچانتا۔ پس وہ بیویاں جن کی قدر نہ پہچانی جائے انہیں کبھی زندگی میں گہرا سکون میسر نہیں آ سکتا اور آپ میں اگر کوئی خوبی ہو اور لوگ اس سے ناواقف ہوں، بعض شعراء ہیں بیچارے بعض دفعہ ایسی مجلس میں چلے جاتے ہیں جہاں ان شعروں کا کوئی ذوق ہی نہیں ہوتا ان کے متعلق اگر آپ نے ان کو دیکھنا ہو ان کا کیا حال ہے تو اس مجلس سے نکلتے دیکھیں۔ انگریزی میں کہا جاتا ہے "چمگادڑ جہنم سے نکلی" ویسے ہی ان کا حال ہوتا ہے۔ پر جھاڑتے ہوئے وہ مجلس سے اٹھتے ہیں کہ ایسے نامعقولوں سے واسطہ پڑا کہ کچھ سمجھ نہیں آئی کسی کو کہ میں کیا کہہ رہا تھا۔ چنانچہ یہ انسانی فطرت میں داخل ہے قدر شناسی انسانی تعلقات کا ایک لازمی حصہ ہے اور جہاں مزاج شناسی نہ ہو وہاں قدر شناسی نہیں ہو سکتی۔ پس اللہ کے مزاج کو سمجھیں اور اللہ کے مزاج کو آپ اپنی فطرت پر غور کرنے کے ذریعے سمجھ سکتے ہیں۔ جو باتیں آپ کو پسند ہیں وہ اگر آپ کا ذوق اچھا ہے تو وہی باتیں اللہ کو پسند ہیں۔ اگر آپ بدذوق ہیں تو جو باتیں آپ کو پسند ہیں وہ اللہ کو ناپسند ہیں یہ موٹی سی صاف پہچان ہے۔ پس اس پہلو سے اخلاق حسنہ کی ایک بہت بڑی اہمیت ہے وہ مذہب جو اخلاق حسنہ نہیں پیدا کر سکتا جو ایک با اخلاق قوم نہیں پیدا کر سکتا وہ کروڑ دعوے کرتا رہے کہ ہم باخدا انسان بنا دیتے ہیں، جھوٹا ہے یا وہ جھوٹا ہے یا اس کے ماننے والے جھوٹے ہیں۔ مذہب سچا ہے مگر اس کے ماننے والے اس کو سچا سمجھ کر اس پر عمل نہیں کرتے۔

بسا اوقات نیکی کے رستے سے بھی بدنیتیں داخل ہو جایا کرتی ہیں۔ بظاہر نیک کام ہے لیکن نیکی کے ساتھ جو خود نمائی کا پہلو بھی آ جاتا ہے وہ انسان کی نیت میں داخل ہو جائے تو سارا عمل بے کار اور بعض دفعہ بے ثمر اور بعض دفعہ غلط تلخ پھل لانے کا موجب بن جاتا ہے

پس اخلاق کی بہت بڑی قیمت ہے اس پہلو سے میں نے ایک دفعہ غور کر کے دیکھا تو دنیا کی کسی مذہبی تاریخ میں بھی کسی ولی، کسی بزرگ، کسی نبی کے متعلق یہ ذکر نہیں ملتا کہ وہ بداخلاق تھا۔ ویسے تو نیک تھا مگر تھا بڑا بدخلق۔ جو بدخلق ہے وہ بدخلق بھی ہے اور خدا کے ہاں بدخلق مقبول نہیں ہو سکتا۔ کبھی کسی نبی کا ذکر آپ نہ قرآن میں پڑھیں گے نہ دیگر مذہبی کتب میں جو خدا کے ہاں درجہ پا گیا ہو لیکن بدخلق ہو۔ جیسا کہ میں نے بیان کیا بدخلق تو اپنے گھر میں عزت نہیں پاتا خدا کے ہاں اس کو کہاں عزت ملے گی۔ تو اپنے اخلاق کی حفاظت کریں، اپنے اخلاق کو بلند کریں اور یہ احمدیت کی سچائی کا ایک ایسا زندہ ثبوت ہوگا جس کے نتیجہ میں جو ثبوت آپ کو مہیا ہو جائے تو ساری دنیا کا مولوی ہزار کروڑ گالیاں دیتا رہے دنیا اس کی بات نہیں سنے گی، آپ کے خلق کی بات مانے گی۔ پس وہ جماعتیں جو دنیا میں تبلیغ کرتی ہیں یا تبلیغ کے فریضے پر ان کو فائز فرما دیا گیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے، ان جماعتوں کو لازم ہے کہ وہ اپنے اخلاق کی حفاظت کریں اور اخلاق کا آغاز گھروں سے ہوتا ہے۔

ہر نیکی کا آغاز گھر سے ہوتا ہے۔ بعض لوگ اس محاورے کو سمجھتے نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ نیکیاں گھر والوں سے ہی کرنی چاہئیں۔ یہ مطلب نہیں ہے مطلب یہ ہے کہ وہ نیکیاں جو باہر کی جائیں اور گھر والے اس سے محروم ہوں وہ نیکیاں نہیں ہیں کیونکہ نیکی کا سب سے پہلا اثر اس پر ہونا چاہئے جو قریب ترین ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا "خیرکم خیرکم لاھلہ" تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل، اپنے گھر والوں سے سب سے اچھا ہے اور پھر فرمایا "وانا خیرکم لاھلی" تم سب میں سب سے زیادہ حسن سلوک کرنے والا اپنے گھر والوں سے میں ہوں اور یہ بات بالکل سچی، سو فیصدی حقیقت ہے بلکہ ایسی اعلیٰ درجے کی سچائی ہے جو نظروں کو خیرہ کر دیتی ہے اور بہت سے لوگ اس میں ڈوب کر اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی زندگی کا صرف اس ایک حدیث کے پہلو سے آپ تجزیہ کر کے دیکھیں تو حیران و ششدر رہ جائیں گے کہ باقی دنیا کی اصلاح کا تو خیر معاملہ بہت ہی بڑا اور وسیع ہے اپنے گھر میں جو آپ نے حسن خلق دکھایا ہے جس جس موقع پر جیسے صبر سے کام لیا ہے اس کی مثال آپ کو دنیا میں اور دکھائی نہیں دے گی۔ پس اخلاق کا سفر گھر سے شروع ہو کر گھر میں ختم نہیں ہوتا یا باہر سے شروع ہو کر گھر کے دروازے تک آ کر کھڑا نہیں ہو جاتا یہ گھر کو باہر سے ملاتا

M.A. AMINI
TEXTILES
SPECIALISTS IN:
FABRIC PRINTING
PRINTED CRIMPLENE
90" PRINTED COTTON
QUILT COVERS
PRAYER MATS, BEDDINGS
BED SETTEE COVERS
PROVIDENCE MILL
108 HARRIS STREET
BRADFORD BD1 5JA
TEL: 0274 391 832
MOBILE: 0836 799 469
81/83 ROUNDHAY ROAD
LEEDS, LS8 5AQ
TEL: 0532 481 888
FAX NO. 0274 720 214

KHAYYAMS
SUPPLIERS OF
FROZEN AND FRIED
MEAT SAMOSAS
VEGETABLES
SAMOSAS
CHICKEN SAMOSAS
LAMB BURGERS
KHAYYAMS
280 HAYDONS ROAD
LONDON SW19 9TT
TEL: 081 543 5882
MOBILE: 0860 418 252
KHAYYAMS
PARTIES
CATERED FOR

ہے اور باہر کو گھر سے ملاتا ہے اور یکسانیت پیدا کرتا ہے انسان میں۔ جو سچا خلیق ہے اس کا دائرہ اخلاق نہ گھر تک محدود ہے نہ اپنے ہم مذاہب تک محدود ہے نہ اپنے ہم وطنوں تک محدود ہے یہ دائرہ اخلاق وہ ہے جو تمام عالم تک پہنچتا ہے اور اس کے محیط میں ہر انسان شامل ہو جاتا ہے۔ یہ وہ اخلاق کا اعلیٰ معیار ہے جس پر اسلام آپ کو نافذ کرنا چاہتا ہے۔ جس کو سمجھے بغیر آپ حقیقت میں احمدیت کے فلسفے سے ہی ناواقف رہیں گے۔ اسلام اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں بہت پھیل چکا ہے تقریباً ایک ارب ایسے لوگ ہیں جو اسلام سے وابستہ ہیں اس کے باوجود احمدیت کے قیام کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

[چونکہ لاؤڈ سپیکر کا نظام صحیح کام نہیں کر رہا تھا اس لئے اس موقعہ پر حضور انور نے منتظمین کو اس طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔

آپ کا لاؤڈ سپیکر صحیح کام نہیں کر رہا یا بہت آوازیں دے رہا ہے یا خاموش ہو جاتا ہے۔ کوئی بیچ بیچ کی راہ اختیار کریں یہ بھی اخلاق کی تعریف ہے کہ درمیانی رستہ اختیار کرو۔ نہ بہت شور ڈالو نہ بالکل گم سم ہو جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کے مائکروفون اور لاؤڈ سپیکر کو بھی اخلاق حسنہ کی توفیق عطا فرمائے۔]

وہ نیکیاں جو باہر کی جائیں اور گھر والے اس سے محروم ہوں وہ نیکیاں نہیں ہیں۔ کیونکہ نیکی کا سب سے پہلا اثر اس پر ہونا چاہئے جو قریب ترین ہے

(پھر اصل موضوع کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔)

میں بات یہ بتا رہا تھا کہ اسلام میں جو اخلاق کی تعریف ہے وہ وسیع اور عالمگیر ہے اور کسی ایک حصے کا دوسرے حصے سے فرق نہیں کرتی۔ اس پہلو سے چند ایک امور میں آپ کے سامنے خصوصیت سے رکھنا چاہتا ہوں لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ مذہب جو اخلاق کا تصور پیش کرتا ہے اس کا دنیا کے اخلاق کے تصور سے ایک فرق ہے۔ دنیا میں اخلاق سے مراد ہے Courtesy, Civilised Behaviour مسکرا کے ملنا اور مسکرا کر بات کا جواب دینا، ادب سے ایک دوسرے سے گفتگو کرنا اور یہ تصور یہاں تک آ کر ٹھہر جاتا ہے جو گہرے انسانی روابط ہیں ان کو ادب نہیں سکھاتا اور انصاف اور احسان کے جو اعلیٰ تقاضے ہیں ان پر گفتگو نہیں کرتا بلکہ خاموش رہتا ہے۔ پس ایک مہذب انسان ظاہری طور پر بہت ہی سلجھا ہوا اور صاف ستھرا انسان سوسائٹی میں ہر دلعزیز بن جاتا ہے۔ لیکن جب اس کے معاملات بنی نوع انسان سے آزمائش میں پڑتے ہیں تو بالعموم اس کے اخلاق وہاں بے اثر ہو کر رہ جاتے ہیں یا اس کے اخلاق کی تعریف میں وہ باتیں داخل نہیں ہوتیں۔ بہت سے مہذب گفتگو کرنے والوں کو میں نے دوسرے کے حقوق کھاتے ہوئے بھی دیکھا ہے بہت سے مہذب با اخلاق لوگوں کو اپنے بھائیوں کا حق مارتے بھی میں نے دیکھا ہے، اور جھوٹ بولتے دیکھا ہے، کئی قسم کی دوسری برائیوں میں ملوث دیکھا ہے لیکن بات وہ بڑی تہذیب سے کرتے ہیں۔

پس دنیا کے ہاں جو اخلاق کا تصور ہے وہ اور ہے اور مذہب جو اخلاق سکھاتا ہے وہ بہت گہرے ہیں اور ہر قسم کے انسانی تعلقات پر اثر انداز ہوتے ہیں کوئی ایک دائرہ تعلق انسانی ایسا نہیں ہے جس پر اسلام کے تصور اخلاق کا اثر نہ ہو۔ پس اس پہلو سے جب میں آپ کو با اخلاق بنانا چاہتا ہوں یا با اخلاق دیکھنا چاہتا ہوں تو میں اپنی نظر سے نہیں بلکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نظر سے آپ کو با اخلاق دیکھنا چاہتا ہوں اور اسی پہلو سے با اخلاق بنانا چاہتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اخلاق کو سنوارنے کے لئے جو مختلف نصائح فرمائیں ان کا احاطہ کرنا مشکل ہے۔ اگرچہ گنتی میں تو وہ شمار ہو سکتی ہیں لیکن بعض نصائح اتنی گہری اور اتنی وسیع الاثر ہیں کہ ان کے اندر ڈوب کر ان کے سارے مضمون کو پانا بھی اور سارے مضمون کو سمجھ جانا ایک بہت لمبے مطالعہ کا محتاج ہے۔ اس لئے وقتاً فوقتاً کبھی کبھی ان میں سے بعض احادیث کے بعض پہلو آپ کے سامنے رکھتا ہوں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ حدیثیں اپنے مضمون میں وہیں ختم ہو گئی ہیں۔ جیسا کہ میں نے ابھی آپ کے سامنے آغاز ہی میں "انما الاعمال بالنیات" کی حدیث رکھی تھی اس پر اگر آپ غور کریں، اس کے مضمون میں ڈوب کے، پھر اپنے حالات کا جائزہ لیں اپنے ان تمام کاموں کا جائزہ لیں جو آپ نے زندگی بھر کئے اور ان سے پہلے دل میں وارد ہونے والی نیتوں پر غور کریں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ آپ کے بہت سے نیک کام نیت کے لحاظ سے بد تھے اور اس پہلو سے وہ خدا کے ہاں نامقبول ہیں۔ کئی لوگ نماز پڑھتے ہیں تو اس میں دکھاوے کا پہلو آ جاتا ہے۔ کئی لوگ غریب کی ہمدردی کرتے ہیں تو اس میں دکھاوے کا پہلو آ جاتا ہے۔ کئی لوگ بظاہر حسن خلق سے سلوک کرتے اور جواب دیتے ہیں لیکن دل میں اس شخص کے لئے نفرت پاتے ہیں اور دل میں اس کے لئے میل رکھتے ہیں تو ان کا ظاہری خلق بھی ایک قسم کا جھوٹ بن جاتا ہے۔ صبح سے لے کر رات تک اپنے روز مرہ اعمال پر غور کریں وہ قدم جو آپ اٹھاتے ہیں ان پر غور کریں تو بسا اوقات آپ نیتیں چھپانے کا سفر کر رہے ہوتے ہیں، نیتوں کو درست کرنے کا سفر نہیں کرتے۔ اور نیتوں کو چھپانے کا جو مضمون ہے یہ ساری زندگی پر محیط ہے۔ ہم جو روز مرہ کپڑے بدلتے ہیں اور عورتیں میک اپ کرتی ہیں یہ سارا مضمون دراصل بعض عیوب چھپانے کا مضمون ہے نا۔ چنانچہ لباس کا بنیادی فلسفہ بھی قرآن کریم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ آدم پتوں میں اپنے عیوب چھپانے لگا لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ " لباس التقویٰ ذلک خیر" یہ ظاہری لباس دراصل تمہاری بدیاں چھپانے کے کام آتے ہیں اور یہ میک اپ جو ہیں تمہارے چہروں کے داغ چھپانے کے لئے کام آتے ہیں مگر حقیقت میں اگر کوئی چیز عیب کو حقیقت میں زائل کر سکتی ہے اور بدیوں کو حسن میں تبدیل کر سکتی ہے تو وہ لباس التقویٰ ہے یعنی اللہ کے خوف کا لباس ۔ یہ خوف کہ خدا ہم سے ناراض نہ ہو جائے، یہ خوف دل پر غالب ہو اور اس نیت سے کوئی کام کیا جائے تو ہر عمل غیر معمولی طور پر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کے لائق ٹھہرتا ہے اور اس کو ویسے بھی ہر پہلو سے برکت ملتی ہے اور ہر عمل جو اس کے نتیجے میں کیا جاتا ہے وہ محفوظ ہو جاتا ہے، وہ شیطانی حملوں سے بچ جاتا ہے۔ اب اس پہلو سے اگر آپ اپنی زندگی کے سفر پہ غور کریں تو آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ اس ایک حدیث کے دائرے سے بھی بارہا باہر نکل آئے اور اس کی حفاظت میں آپ قلعہ بند نہیں رہے۔ ہزاروں لاکھوں زندگی کے ایسے سفر تھے جن کے پیچھے نیتوں میں فتور تھا، ایک ایک قدم پر یہ فتور تھا اور ان کی نا آشنائی کی وجہ سے، ان سے ناواقفیت کی وجہ سے ہم بہت سے اپنے اعمال ضائع کرتے چلے جاتے ہیں اور قرآن کریم جو یہ فرماتا ہے کہ ایسی عورت کی طرح نہ بننا جو سوت کاتنے کے بعد اس کو پارہ پارہ کر دے۔ یہ مثال کسی نہ کسی پہلو سے انسان پر صادق آ رہی ہوتی ہے ایک طرف وہ اچھے عمل کر رہا ہے، دوسری طرف اس کی نیتوں کا فتور یا ان کی غلطی یا اپنی بے حسی ان نیک اعمال کو ضائع کرتی چلی جاتی ہے اور یہ نہیں پتہ چلتا کہ ہم نے کچھ آئندہ کے لئے اکٹھا کیا بھی ہے کہ نہیں، کچھ ذخیرہ بنایا بھی ہے کہ نہیں جو ہمارے آئندہ آخرت میں کام آئے گا۔

جو سچا خلیق ہے اس کا دائرہ اخلاق نہ گھر تک محدود ہے نہ اپنے ہم مذاہب تک محدود ہے، نہ اپنے ہم وطنوں تک محدود ہے۔ یہ دائرہ اخلاق وہ ہے جو تمام عالم تک پہنچتا ہے اور اس کے محیط میں ہر انسان شامل ہو جاتا ہے

پس اخلاق حسنہ میں سے صرف ایک حصہ یعنی نیت کی حفاظت جو درحقیقت تمام اخلاق حسنہ پر نگران ہے صرف اسی پر عمل کر کے دیکھیں تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحت ہر انسان کی ساری زندگی پر، تمام بنی نوع انسان کی تمام زندگیوں پر حاوی ہو گی اور اسی کا حق ادا کرنے میں ایک انسان اپنی ساری زندگی صرف کر دے تو پھر بھی حق ادا نہیں کر سکے گا۔ یہ معنی ہے جو میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح کو ٹھہر کر، غور اور فکر کے ساتھ، گہری نظر سے دیکھیں اور صرف دیکھیں نہیں اس کو اپنی زندگی پر چسپاں کرنے کی کوشش کریں، اپنے اخلاق کو اس کی روشنی میں ایک نئی صنعت عطا

SELF SERVICE/
COIN OPERATED
LAUNDERETTE AND DRY
CLEANING FACILITIES
J & L LAUNDERETTE
159 PARK ROAD
KINGSTON UPON THAMES

TO ADVERTISE IN THE
AL FAZL INTERNATIONAL
PLEASE CONTACT
NOEEM OSMAN MEMON
081 874 8902/ 081 875 1285
OR FAX YOUR ADVERT FOR
A QUOTE ON 081 875 0249

کریں، نئی تخلیق بخشیں۔ پھر آپ دیکھیں گے کہ آپ کے اندر روز بروز نئی پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہیں اور اس بات کے گواہ پہلے آپ کے گھر والے ہونے چاہئیں کیونکہ نیکی کا سفر گھر سے شروع ہوتا ہے۔ اگر آپ کے گھر والوں کو علم نہیں ہو سکا کہ آپ کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا ہوئی ہیں تو پھر یہ غلط فہمی ہے کہ وہ تبدیلیاں واقعۃً پیدا ہو رہی ہیں۔ لیکن گھر والوں کے علاوہ آپ کے قرب و جوار میں جو لوگ رہتے ہیں، جن سے تجارت کے معاملات ہیں، لین دین کے تعلقات ہیں یا بہن بھائی جب ورثے کی تقسیم کا وقت آتا ہے ایسے تمام مواقع پر جبکہ انسان کے اخلاق حقیقت میں آزمائے جاتے ہیں وہ وقت ہے کہ اخلاق کا حلیہ، اخلاق کی اہلیت ظاہر ہوتی ہے اور اس وقت جو اوپر چمک ہوتی ہے وہ اچانک بعض دفعہ زائل ہو کر نیچے گندی نیت کے دھاگے بالکل صاف دکھائی دینے لگتے ہیں۔ ایسے موقع پر انسان پہچانا جاتا ہے کہ زندگی بھر وہ کیا کرتا رہا ہے۔ میرے علم میں بعض دفعہ ایسے واقعات آتے ہیں کہ بظاہر ایک خاندان بہت ہی اچھے محبت کے تعلقات میں بندھا ہوا، بھائی بہنوں سے پیار کرتے ہیں، بہنیں بھائیوں پر فدا لیکن جب باپ نے آنکھیں بند کر لیں اور ورثے کی تقسیم کا وقت آیا تو سارے اخلاق غائب۔ پھر وہ بھائی جو قابض ہو جائے جائیداد پر وہ طرح طرح سے بہانے بنا کر اپنے باقی بھائیوں یا بہنوں کو ان حقوق سے محروم رکھنے کی کوشش کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ ایسی بہنیں ہیں جو جوان تھیں جب ان کے والدین گزر گئے اور اب بوڑھی ہو گئی ہیں اور ابھی تک ان کے بھائیوں نے ان کے حقوق ادا نہیں کئے اور ویسے بڑا با اخلاق خاندان تھا، آپس میں بڑے تعلقات تھے۔ تو یہ جو مضمون ہے یہ بہت ہی گہرا ہے اور اس کی پہچان کے بعض اوقات آتے ہیں۔ بعض آزمائش کے وقت آتے ہیں جن میں نیتیں ابھر کر باہر آ جاتی ہیں اور اوپر کی چمک غائب ہو جاتی ہے جیسے ریت میں پانی جذب ہو جاتا ہے اور خشک ریت پھر دکھائی دینے لگتی ہے تو انسانی تعلقات کے جتنے دائرے ہیں ان سب کے پیچھے کچھ نیتیں ہیں وہ روزمرہ دکھائی دیں یا نہ دیں لیکن بعض ایسے آزمائش کے وقت آتے ہیں جن میں وہ ضرور ننگی ہو جاتی ہیں۔ ایسے وقتوں میں انسان پہچانا جاتا ہے اور کوئی انسان ایسا نہیں ہے جو ہمیشہ کے لئے دنیا کی نظر سے الگ چھپ کر ایک منافقانہ زندگی ایسی بسر کر سکے کہ وہ ہمیشہ لوگوں کی نظر سے اوجھل رہے۔

> دنیا کے ہاں جو اخلاق کا تصور ہے وہ اور ہے اور مذہب جو اخلاق سکھاتا ہے وہ بہت گہرے ہیں اور ہر قسم کے انسانی تعلقات پر اثر انداز ہوتے ہیں

پس وہ مذہب جو ایسے انسان پیدا کرے جن کی زندگی کا ہر شعبہ با اخلاق ہو، جن کی انجمن بھی با اخلاق ہو اور ان کی تنہائی بھی با اخلاق ہو، جن کے گھر کے تعلقات بھی با اخلاق ہوں، جن کے دوستوں کے تعلقات بھی با اخلاق ہوں اور بازار کے تعلقات بھی با اخلاق ہوں اور سیاسی تعلقات بھی با اخلاق ہوں، غرضیکہ زندگی کے ہر دائرے میں وہ اسی طرح با اخلاق رہیں جیسے دوسرے دائروں میں با اخلاق ہیں اور کسی آزمائش کے موقع پر ان کے خلق کی تہہ میں دبی ہوئی گندگی اچھل کر باہر نہ آئے بلکہ اس کے برعکس نمونہ ظاہر ہو اور برعکس نمونہ یہ ہوا کرتا ہے کہ جب آزمائش کا وقت آتا ہے تو وہ انسان جو حقیقت میں با اخلاق ہے وہ پہلے سے کہیں زیادہ خوبصورت ہو کر چمکتا ہے اور اس وقت اس کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ ہم تو اس کو محض اچھا سمجھ رہے تھے یہ تو بہت ہی اچھا نکلا۔ اس نے تو حیرت انگیز کردار کا نمونہ دکھایا ہے۔ اس کی بعض مثالیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمارے اخلاق سدھارنے کے لئے ہمیں دیں بعض مثالوں کی صورت میں پیش فرمائیں۔

ایک مثال یہ ہے کہ ایک شخص تھا جس نے کسی مزدور کی مزدوری اپنے خیال سے درست دی لیکن مزدور یہ سمجھتا تھا کہ مجھے کم دی جا رہی ہے اس نے اصرار کیا لیکن وہ اپنی ذات میں اپنے آپ کو درست سمجھتا تھا اور دیانتدار انسان تھا۔ اس نے کہا کہ نہیں تمہارا جو حق بنتا ہے وہ میں دے رہا ہوں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے اگر یہ بات ہے تو میں یہ حق چھوڑتا ہوں اور میں جا رہا ہوں۔ اور اس نے حق لینے سے انکار کر دیا۔ اب سوال یہ ہے کہ کون سچا تھا یہ خاص آزمائش کا وقت تھا۔ یہ پہچان کہ یہ با اخلاق تھا یا وہ با اخلاق تھا۔ کس کی بات سچی تھی ایک عجیب رنگ میں دنیا میں ظاہر ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس نیک نتیجے کی طرف توجہ دلا کر ہمیں اخلاق کا درس دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ شخص چلا گیا لیکن یہ شخص جس نے مزدور کی مرضی کے مطابق اجرت نہیں دی تھی، تھا دیانتدار اور غلطی اس کی نہیں تھی اور اس کی دیانت کا امتحان ایسے ہوا کہ اس کے جانے کے بعد اس کی اجرت کو اس نے کام پر لگا دیا اور اسے بڑھاتا رہا اور چونکہ ذہین تھا اور اچھا تاجر تھا بھیڑ بکریوں وغیرہ کی تجارت کرتا رہا اس سے اور اس کا مال بڑھتا رہا اور باقاعدہ اس کا حساب الگ رکھا یہاں تک کہ ایک لمبے عرصے کے بعد وہ شخص بہت ہی زیادہ مفلوک الحال ہو گیا اور اسے خیال آیا کہ اب کچھ اور صورت نہیں ہے تو میں اس شخص سے جا کر وہی اجرت طلب کروں جو میں رد کر بیٹھا تھا۔ چنانچہ بہت لمبے زمانے کے بعد وہ واپس آیا وہ شخص ابھی زندہ تھا۔ اس سے جب اس نے کہا تمہیں یاد ہے کہ ایک ایسا وقت تھا کہ جب جو اجرت تم مجھے دے رہے تھے وہ لینے سے میں نے انکار کر دیا تھا اب میرے حالات بہت گر چکے ہیں اب میری یہ حالت ہے کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اپنی غیرت کو چبا جاؤں اور تم سے اس اجرت کا مطالبہ کروں۔ اس نے کہا ہاں ٹھیک ہے یہ جو بھیڑوں کا غلہ دیکھ رہے ہو دو وادیوں کے درمیان، یہ سب تمہارا ہے۔ یہ وہی اجرت ہے یہ لے جاؤ اس نے کہا دیکھو تم ایک مجبور اور بے کس انسان سے مذاق نہ کرو میں نے تو اجرت کا مطالبہ کیا ہے۔ اس نے کہا مذاق نہیں ہے یہ وہی اجرت ہے چونکہ میں سمجھتا تھا کہ میں دیانتدار ہوں اور میری دیانتداری کا تقاضا تھا کہ پھر تمہارے مال کو بے کار نہ پڑا رہنے دوں تو میں تمہاری خاطر اسے لگاتا رہا۔ اللہ برکت ڈالتا رہا یہاں تک کہ وہ ایک دو بھیڑوں کی قیمت کا مال اب بڑھ کر اتنا بڑا غلہ بن گیا ہے کہ دو پہاڑوں کے درمیان وادی ان سے بھر گئی ہے۔ چنانچہ وہ خوش خوش اس غلے کو ہانک کر لے گیا۔ نہ اس نے اس سے اجرت مانگی اس کی نہ اس کو یہ خیال آیا کہ اس باخلق انسان کی دلآزاری کروں یہ کہہ کر کہ کچھ تم اس میں سے میرا بدلہ لے لو۔ یہ اخلاق حسنہ کی آزمائش ہے۔ یہ ایک مثال ہے اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو مثالیں دیا کرتے تھے۔ وہ فرضی نہیں ہوا کرتی تھیں کیونکہ وہ شخص جو سچا ہو وہ فی الحقیقت اپنی مثالوں کے لئے بھی سچائی کی تلاش میں رہتا ہے اگرچہ ایک سچے آدمی کے لئے ایک فرضی مثال دینا منع نہیں ہے۔ لیکن انبیاء کا حال کچھ عام انسانوں سے مختلف ہوا کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو تمام سچوں سے بڑھ کر سچے تھے اس لئے جب بھی میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کسی پیش کردہ مثال کا مطالعہ کرتا ہوں تو کبھی کہانی کے طور پر نہیں بلکہ اس یقین کے طور پر کہ ایسا واقعہ ضرور کہیں نہ کہیں گزرا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اس سے مطلع فرمایا ہے۔

> جب آزمائش کا وقت آتا ہے تو وہ انسان جو حقیقت میں با اخلاق ہے وہ پہلے سے کہیں زیادہ خوبصورت ہو کر چمکتا ہے

پس یہ ہے خلق حسنہ جس میں کوئی جھول نہیں پڑتا۔ کوئی لالچ اس پر اثر انداز نہیں ہوا کرتی اور ایسے شخص کی سچائی کو اللہ تعالیٰ خود ظاہر فرما دیتا ہے۔ پس آزمائش کے وقت اخلاق حسنہ اور چمک جاتے ہیں اور نمایاں ہو کر دکھائی دینے لگتے ہیں۔ ایک واقعہ اور ملتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ ایک ایسی مسلمان عورت سے آپ نے کچھ ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا جو اپنے بھائی کے حسن خلق کے گیت گایا کرتی تھی اور ایسے گیت گاتی تھی کہ اس کی شہرت تمام عرب میں پھیلتی چلی گئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن ان سے پوچھا کہ بی بی یہ کیا بات ہے کہ اور بہت سے موضوع ہیں تمہارا بھائی آخر وہ کیا چیز تھا جس کے حق میں تم نے ایسے ایسے گیت بنے ہیں کہ سارے عرب میں اس کی شہرت ہو گئی ہے تو اس نے کہا کہ یا امیر المومنین وہ ایک ایسا بھائی تھا کہ جس کی مثال دنیا میں ڈھونڈنی مشکل ہے اور اب میں بتاتی ہوں کہ کیوں میں اس کے حسن خلق کے گیت گاتی ہوں۔ کہتی ہیں جب میرے باپ کی وفات ہوئی تو اس بھائی نے یہ بھی نہ دیکھا کہ میں عورت ہوں میرا حصہ کم ہو گا یا عرب کے رواج کے مطابق ہو گا ہی نہیں۔ اس نے اپنی جائداد کو عین نصف تقسیم کیا۔ آدھا مجھے دے دیا اور آدھا

DISTRIBUTORS OF CRIMPLENE/ VELVET & POLYESTER COTTON CLOTH/ QUILTS & BLANKETS/ PILLOWS & COVERS/ VELVET CURTAINS/ NYLON & SATIN FINISH BED SPREADS/ BED SETTEE & QUILT COVERS/ VELVET CUSHION COVERS/ PRAYER MATS/ ETC. ETC DIRECT SALE TO THE PUBLIC

CROWN TEXTILES,
138 ABBEY ROAD, BRADFORD, BD8 8DP
PHONE 0274 724 331/ 488 446
FAX 0274 730 121

Earlsfield Properties

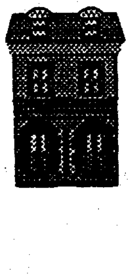

RENTING AGENTS
081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

اپنے لئے رکھا۔ میرا خاوند عیاش تھا اور غیر ذمہ دار تھا وہ چند سالوں میں وہ جائداد بیچ کے کھا گیا میرا بھائی سمجھ دار تھا اور ذمہ دار تھا اس نے اپنے خاندان کو، اپنے اہل و عیال کو اچھی طرح پالا لیکن ساتھ ہی تجارت میں مال لگا کر بہت فائدہ اٹھایا۔ یہاں تک کہ اس کے علم میں آیا کہ میں اب بالکل کنگال ہو چکی ہوں جس طرح تقسیم جائداد سے پہلے کا حال تھا اسی حال تک پہنچ چکی ہوں تو وہ آیا اور اس نے پھر اپنی جائداد کو نصف کیا۔ آدھا مجھے دیا اور آدھا اپنے لئے اور اپنے اہل و عیال کے لئے رکھ لیا اور اس نے یہ بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کہ پھر ایسا وقت آیا کہ وہی بات دوبارہ ہوئی۔ میرے خاوند نے وہ سب کچھ بھی بیچ کھایا اور اس کو کوئی حیا نہ آئی کہ میری بیوی کا بھائی کتنے اعلیٰ اخلاق کا ہے اس نے کس محنت سے کمایا ہوا مال میری بیوی کی بھلائی کے لئے دیا ہے وہ سب کچھ بیچ کے یا اپنے عیش و عشرت میں لگا کر ضائع کر بیٹھا اور یہ پھر کنگال ہو گئی۔ پھر اس بھائی نے ویسا ہی کیا۔ اب روایت تو یہ بیان کرتی ہے کہ سات بار ایسا ہوا اب اللہ بہتر جانتا ہے کہ سات بار ہوا تھا یا چند بار ہوا تھا لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ دو تین بار بھی ایسا ہوا ہو تو بہت عظیم اخلاق کا مظہر ہے۔ پس اس کی بہن نے اپنے مرحوم بھائی کے حق میں جو مرثیے گائے اور اس کی تعریف میں جو رطب اللسان ہوئی حضرت عمرؓ کے سامنے جب اس کی وجہ پیش کی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جاؤ تم پر کوئی عذر نہیں وہ بھائی اس لائق تھا کہ اس کے لئے یہ سب کچھ تم کرو۔

ایک خلیق انسان مصیبتوں کے وقت اور زیادہ خلیق ہو جاتا ہے

پس ایسے بھی بھائی ہیں جو اپنی بہنوں کو ان کے حق سے زیادہ دیتے ہیں اور پھر جب ان کے بہنوئی سب کچھ ضائع کر بیٹھتے ہیں تو پھر ان کے لئے اسی طرح دوبارہ احسان کا سلوک کرتے ہیں اور پھر احسان کا سلوک کرتے ہیں۔ تو آزمائش کے وقت حسن خلق زیادہ چمک کر ظاہر ہوتا ہے، نئی شان کے ساتھ ابھرتا ہے اور بد خلقی آزمائش کے وقت بالکل بیٹھ جاتی ہے اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا، اس کی تہہ میں ہر طرح کی گندگی دکھائی دینے لگتی ہے۔ پس یہ وہ فرق ہے، یہ تمیز ہے حسن خلق اور ظاہری طور پر مہذب ہونے کے درمیان ۔ جس کے ذریعے اخلاق حسنہ اپنی گہرائی تک پہچانے جاتے ہیں۔ ایک خلیق انسان مصیبتوں کے وقت اور زیادہ خلیق ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم نے جو اعلیٰ اخلاق کی تعریف بیان فرمائی ہے اس کے مقابل پر بداخلاقی کی بھی تعریفیں کی ہیں۔ ان تعریفوں میں ایک یہ بات داخل فرمائی ہے کہ ایسے لوگ اس وقت جبکہ بھوک عام ہو جاتی ہے اور ساری قوم اس وقت بھوک میں مبتلا ہو جاتی ہے اس وقت یہ بھوک دور کرنے کے لئے آگے نہیں آتے۔ یہ ایک منفی تعریف ہے لیکن اس منفی تعریف میں مثبت تعریف نہایت اعلیٰ درجہ کی بیان ہو گئی ہے۔ عام طور پر جب پیٹ بھرے ہوئے ہوں، گھر میں کافی کچھ ہو کھانے کے لئے اور کھلانے کے لئے اور دروازے پہ دستک ہوئی ہے اور ایک فقیر نے ایک روٹی کا ٹکڑا مانگا ہے تو آپ دو روٹیاں بھی دے دیں تو اس سے اخلاق کی آزمائش نہیں ہوا کرتی۔ بھرے پیٹ والے بعض دفعہ زائد سالن پھینک دیتے ہیں زائد روٹیاں ان کی سوکھ جاتی ہیں اور Dust Bin میں پھینک دی جاتی ہیں تو ان کی خوش قسمتی کہ کوئی فقیر آیا اور دروازہ کھٹکھٹا گیا۔ وہ دے بھی دیا تو کیا فرق پڑا۔ ایک گھر سے بوجھ ہلکا ہوا۔ بعض دفعہ جب ضرورت نہ رہے تو فقیر ایک رحمت بن جاتا ہے ۔ اور بجائے اس کے کہ احسان اس پر ہو وہ محسن بن جایا کرتا ہے۔ تو یہ اخلاق حسنہ نہیں ہیں۔

میں جب پہلی دفعہ امریکہ آیا تو میری بیوی بھی ساتھ تھیں دو بڑی بچیاں بھی ساتھ تھیں۔ ان دنوں میں یہ رواج تھا شاید اب بھی ہو کہ جس گھر میں ٹیلی ویژن پرانا ہو گیا کوئی صوفہ سیٹ بدلا کر نیا صوفہ سیٹ لینا ہو تو وہ اپنے پرانے ٹیلی ویژن اور پرانے صوفہ سیٹ کو اپنے گھر کے باہر لان میں رکھ دیا کرتے تھے اور مطلب تھا کہ جس کو ضرورت ہے وہ اٹھا کر لے جائے چنانچہ بعض پاکستانیوں نے نیویارک میں بھی اور واشنگٹن میں بھی مجھے بتایا کہ ہمیں تو خریدنے کی ضرورت ہی کچھ نہیں ہم چکر لگاتے رہتے ہیں جہاں باہر کوئی اچھا بھلا استعمال کے قابل صوفہ سیٹ نظر آئے یا ٹیلی ویژن دکھائی دے وہی لے لیتے ہیں۔ تو وہاں جو فقیر ہے وہ محسن بن جاتا ہے کیونکہ جن لوگوں نے یہ سامان پھینکنا ہے اگر وہ ہالیج Haulage کمپنی کو بلائیں اور ان کے ذریعہ پیسے دے کر سامان کو کسی جگہ پھینکوائیں تو کافی خرچ آئے گا تو اس کو اخلاق حسنہ کون کہتا ہے ایک ایسے گھر میں فقیر آیا ہے جہاں کھانے کی بہتات ہے، بچا ہوا کھانا، بچی ہوئی روٹی اس نے اس کو کرنا کیا ہے تو فقیر آیا تو چلو گلے سے بلا اتری اور اسی مضمون کو ہمارے پنجابی میں یوں بیان کرتے ہیں کہ " یار آن تے گڈوداں مکان " کہ ہم تو انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں کہ وہ بیہودہ کھانے اور فضول چیزیں جو کسی کام کی نہیں ہمارے یار آئیں تو ان کو کھلائیں اور یہ مصیبتیں گلے سے اتریں۔ مہمان نواز بھی کہلائیں گے اور یہ فضول بچے ہوئے گند یہ بھی ہمارے گلے سے اتریں گے اور اس مصیبت سے چھٹکارا نصیب ہو گا۔ تو یہ اخلاق حسنہ نہیں ہیں۔

قرآن کریم نے جو اخلاق کی تعریف فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ جب بھوک ایسی چمک جائے ایک گھر میں نہیں دو گھروں میں نہیں قوم کی قوم بھوکی ہو اس وقت جو لوگ ان کی مدد کے لئے نہیں نکلتے وہ اخلاق حسنہ پر فائز نہیں ہیں ان کا خدا تعالیٰ سے کوئی حقیقی تعلق نہیں اور جو تعلق والے ہیں ان کے متعلق فرمایا "ویوثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ" (الحشر. ۱۰) ۔ ان کا تو یہ حال ہے کہ خواہ کیسی ہی تنگی محسوس کر رہے ہوں اپنے نفس پر دوسرے ضرورت مندوں کو ترجیح دے دیتے ہیں اور بعض دفعہ پتہ بھی نہیں لگنے دیتے کہ خود کتنے ضرورت مند تھے۔ اس لئے کہ بھائی کے دل پر بوجھ نہ پڑے ایسے واقعات سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی تاریخ مزین ہے کہ سخت ضرورت کے وقت اپنے بھائی کے لئے قربانی کرنا اور پھر یہ کوشش کرنا کہ اس کو پتہ نہ چلے کہ ہمیں بھی ضرورت تھی۔

وہ ساری عبادتیں جو قرب الٰہی کے حصول کا موجب ہوں وہ بنی نوع انسان کے بھی انسان کو قریب تر کر دیا کرتی ہیں

دوسری جگہ قرآن کریم اسی مضمون کو مثبت رنگ میں یوں بیان فرماتا ہے " وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا " (الدھر. ۹) ۔ کہ وہ کھانا کھلاتے ہیں ایسے وقت میں جبکہ خود کھانے کی محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ بھوک جب حد سے بڑھ جائے تو پھر کھانے سے واقعتہً محبت ہو جاتی ہے جیسے محبوب کے بغیر چین نہیں آتا اور کسی کل انسان اطمینان نہیں پاتا اسی طرح بعض دفعہ جب بھوکا زیادہ ہو تو کھانا بھی محبوب کی طرح پیارا ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم نے جن الفاظ میں اس مضمون کو بیان فرمایا ہے یہ قرآن کی فصاحت و بلاغت کا ایک کرشمہ ہے کہ ایک طرف بھوک کا مضمون بھی خوب چمکا کے بیان فرما دیا دوسری طرف نیت کے مضمون پر بھی خوب روشنی ڈال دی کیونکہ اسی طرز کلام کا، اسی بیان کا دوسرا معنی یہ بنتا ہے "ویطعمون الطعام علیٰ حبہ" یہاں "ہ" سے مراد اللہ ہے کہ وہ کھانا کھلاتے ہیں اللہ کی محبت میں۔ محض اپنے نفس کی طمانیت کے لئے نہیں بلکہ خالصتاً اللہ کی خاطر، اس کی محبت میں مبتلا ہو کر " مسکیناً و یتیماً و اسیراً " مسکینوں کو بھی، یتیموں کو بھی، اسیروں کو بھی۔ تو اخلاق حسنہ کے بھی مختلف درجے ہیں۔ وہ اخلاق جو قرآن نے بیان فرمائے ہیں وہ اخلاق جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمیں سکھائے ہیں۔ یہ اخلاق عام سرسری اخلاق کہلانے والے اخلاق سے اتنے بلند ہیں کہ گویا زمین کو آسمان سے نسبت دینے کی کوشش کی جائے۔ کہاں زمین کی مخلوقات کہاں آسمانی مخلوق اور کوئی نسبت نہیں ہے ان زمینی اخلاق کو، آسمانی اخلاق سے۔ تو جماعت احمدیہ چونکہ خدا کے تعلق کی دعویدار ہے اس لئے یہ بحثیں تو بہت لمبی اور طویل ہونگی اور لاحاصل ہونگی کہ آپ خدا والے ہیں۔ اکثر دنیا میں خدا والے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تمام مذاہب یہی کہتے ہیں کہ ہم تمہیں خدا سے ملائیں گے۔

SCL

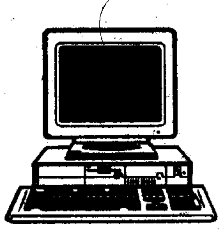

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

کونسا مذہب ہے جو یہ دعویٰ کرے کہ ہم تمہیں خدا کا دشمن بنائیں گے یہ دعویٰ کہ ہم تمہیں بنی نوع انسان سے ایثار کے اسلوب سکھائیں گے۔ ان کی خدمت کرنا سکھائیں گے ان کے لئے قربانیاں پیش کرنا سکھائیں گے۔ یہ دعویٰ محض خوبصورت نہیں مشکل بھی بہت ہے۔ کیونکہ ایسے عمل کو چاہتا ہے جو سب دنیا کو دکھائی دے اسے چھپایا نہیں جا سکتا وہ تو ضرور ظاہر ہوگا۔ پس اس پہلو سے اپنے اخلاق حسنہ کی حفاظت کریں تو آپ کے خدا والے ہونے کا ثبوت دنیا کو از خود مہیا ہوگا کہنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

مشک تو وہی ہوتا ہے جو خود بولتا ہے۔ اپنی خوشبو سے بتاتا ہے کہ میں مشک ہوں، کسی عطار کی ضرورت نہیں پڑتی کہ وہ آ کے کہے کہ یہ مشک ہے تو تب آپ مانیں۔ پس اخلاق حسنہ خدا کی خوشبو رکھتے ہیں اور اخلاق حسنہ کا مشک خود بولتا ہے اور خود اپنے حق میں گواہی دیتا ہے۔

پس اس پہلو سے اپنے اخلاق کو اسلامی اخلاق کے تصور کے مطابق ڈھالیں اور اس سے یکجان کر دیں تاکہ دونوں کے درمیان کوئی فرق باقی نہ رہے یہ کہنا آسان ہے۔ کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ لمبی محنت کا تقاضا کرتا ہے اس لئے کہ بہت سے انسان خود اپنی اخلاقی حالتوں سے واقف نہیں ہوتے۔ ان کو روزمرہ اپنے گھروں میں رہ کر بھی نہیں پتہ چلتا کہ وہ کتنے بد اخلاق ہیں اور انہوں نے خود اپنے اہل و عیال کو کیسی کیسی اذیتوں میں مبتلا کر رکھا ہے۔ ان کو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ ساری زندگی ان کے گھر میں ان سے نفرت کی جاتی ہے اور کیوں کی جاتی ہے۔ محض معمولی چند بد اخلاقیوں کے نتیجے میں، بدتمیزی سے بولنا، بچوں کو اپنی مخلوق سمجھنا، ان کی چھوٹی سی کمزوری پر ان پر ایسے برس پڑنا جیسے وہ ان کے مالک اور خالق ہوتے ہیں اور جو چاہیں ان سے سلوک کریں یہاں تک کہ ایسے بچے پھر نفرتیں لے کر بڑے ہوتے ہیں اور بعض ایسی بچیاں ہیں جو ضائع ہو جاتی ہیں، گھر چھوڑ کر نکل جاتی ہیں۔ اور ایسے معاشروں میں جہاں بے سہارا بچیوں کو شہ دی جاتی ہے وہاں ان کا مذہب بھی ہاتھ سے نکل جاتا ہے ان کے اخلاق بھی تباہ ہو جاتے ہیں اور وجہ یہ ہے کہ ایک باپ بدتمیز تھا۔ تو ایک باپ کی بدتمیزی نے دیکھیں کیسے کیسے بدیوں کے گل کھلائے اور لوگوں کو ہوش ہی نہیں آتی۔ کئی سال ہو گئے ہیں مجھے یہ نصیحت کرتے ہوئے کہ خدا کے لئے اخلاق سیکھیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اب نصیحت اثر انداز ہو گی۔ بعضوں پر ہو بھی جاتی ہے اللہ کے فضل سے۔ لیکن اس کے باوجود یہ شکایتیں مسلسل ملتی چلی جا رہی ہیں کہ کوئی خاوند اپنی بیوی کے حقوق ادا نہیں کرتا، جائدادوں پر نظر ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا نظر انداز ہو جاتی ہے اور اس کے باوجود با اخلاق بھی کہلاتے ہیں۔ مذہبی بھی کہلاتے ہیں اور بظاہر عبادتیں بھی کرتے ہیں اور اپنے زعم میں عبادتوں کا حق بجا لاتے ہیں۔

خدا کا عاشق ہو جانا بنی نوع انسان کا عاشق ہو جانے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلقات کو درست کر لینا اس کی مخلوق سے تعلقات کو درست کر لینے کا مطالبہ کرتا ہے

پس وہ ساری عبادتیں جو قرب الٰہی کے حصول کا موجب ہوں وہ بنی نوع انسان کے بھی انسان کو قریب تر کر دیا کرتی ہیں۔ یہ ایسا قطعی اصول ہے جس میں آپ کہیں رخنہ نہیں پائیں گے۔ یہ سچا ہے اور ہمیشہ کار فرما رہا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں ایک دفعہ پھر میں انبیاء کی تاریخ کو گواہ ٹھہرا کر آپ کو متوجہ کرتا ہوں کہ تمام دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں ان سب کے انبیاء کی تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھیں وہ انبیاء جو باخدا تھے وہ با اخلاق بھی تھے اور ان کی قومیں اسی طرح ان کے خلق کے گیت گاتی ہیں جیسے وہ اپنے رب کے حسن اور اس کی مدح کے گیت گایا کرتے تھے۔ پس خدا کا عاشق ہو جانا بنی نوع انسان کا عاشق ہو جانے کا مطالبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلقات کو درست کر لینا، اس کی مخلوق سے تعلقات کو درست کر لینے کا مطالبہ کرتا ہے۔ پس اپنے تعلقات کی اصلاح کریں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح کو اس معاملے میں غور اور سنجیدگی سے پڑھیں اور اپنی زندگی پر اس کا اطلاق کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ وقت چونکہ ختم ہو چکا ہے چند ایک منٹ زائد میں آپ سے لیتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک دو اور معین نصیحتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کسی کا نوکر کھانا تیار کر کے لائے تو تم اسے اپنے پاس بٹھا کر نہ بھی کھلا سکو تو کم سے کم ایک دو لقمے تو اسے کھانے کو دے دو کیونکہ اس نے یہ کھانا محنت کر کے تمہارے لئے تیار کیا ہے اس میں اس کا بھی حق ہے۔ پس وہ لوگ جو خدمتوں پر مامور ہوتے ہیں ان کا پورا اجر دے بھی دیں تب بھی وہ نعمتیں جو ان کے ذریعے آپ کو میسر آ رہی ہیں ان پر ان کا حق قائم رہتا ہے اس لئے ان نعمتوں میں ان کو شریک کرنا بھی ایک اعلیٰ اخلاق کا لازمی جزو ہے۔

ایک حدیث ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے یہ پوچھا گیا کہ اعمال میں سے سب سے اچھا عمل کون سا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے جب اس قسم کے سوالات ہوتے تو موقع اور محل کے مطابق سوال کرنے والے کے حال پر نظر رکھتے ہوئے آپ نے ایک جواب دیا ہے اور کہیں کسی ایک چیز کو زیادہ اچھا عمل بیان فرمایا۔ کہیں کسی اور چیز کو زیادہ اچھا عمل بیان فرمایا اور محدثین بیچارے مشکلوں میں مبتلا۔ یہ ان بحثوں میں پڑے رہتے ہیں کہ ان کے اندر کوئی تضاد ہے کہ نہیں ہے، اختلاف کیوں ہے۔ حالانکہ یہ بحث ہی بے تعلق ہے کیونکہ ہر وہ انسان جو سوال کرنے والے کے حال سے باخبر ہو، اس کے مزاج کو پہچانتا ہو اس کا جواب اس کے حال کے مطابق دیا کرتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے جوابات کا اختلاف پوچھنے والے کے مزاج

آج جماعت احمدیہ عالمگیر جس تیزی سے بڑھ رہی ہے اپنے اخلاق میں بھی اسی طرح نشوونما دکھائے اور تیزی کے ساتھ بلند اخلاق کی طرف بڑھنے کے قدم اٹھائے اور جلد تر اعلیٰ مکارم تک پہنچ جائے تو ساری دنیا کی تقدیر جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں ہوگی

کے اختلاف کا مظہر ہے اور اسی وجہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے جواب کا اختلاف آپ کے جواب کا نہیں بلکہ پوچھنے والے کے حال کے اختلاف کا مظہر ہے اور اس موقع پر جب پوچھا گیا پوچھنے والے نے یہ پوچھا کہ سب سے اچھا عمل کون سا ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا اور اس کے رستے میں جہاد کرنا۔ راوی کہتے ہیں پھر میں نے پوچھا کہ قربانیوں میں کونسی قربانی افضل ہے تو آنحضورؐ نے فرمایا ان جانوروں کی قربانی جو مالک کو زیادہ پسند ہوں اور زیادہ قیمتی ہوں۔ کہتے ہیں پھر میں نے عرض کیا کہ اگر ایسا نہ کر سکوں تو پھر۔ تو آپ نے فرمایا کسی کام کرنے والے کی مدد کر یا جو اناڑی ہو، جس کو کام نہ آتا ہو اسے کام سکھا دے تاکہ وہ عزت کے ساتھ خود اپنی روزی کما سکے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اگر ان کاموں میں میں جیسا کہ آپ نے نصیحت فرمائی ہے اس کا حق ادا نہ کر سکوں تو پھر کیا حکم ہے فرمایا تو پھر یوں کرو کہ لوگوں کو نقصان پہنچانے سے بچ جاؤ اور کسی کو کوئی ضرر تم سے نہ پہنچے۔

اب یہ حدیث اس بات کی مظہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سوال کرنے والے کی بعض کمزوریوں، بعض کوتاہیوں پر نظر رکھ کر اس کو جواب دے رہے تھے اور بالآخر وہ خود بول پڑا کہ یا رسول اللہؐ یہ ساری نیکیاں ایسی ہیں جن کا میں محتاج تو ہوں مگر مجھ میں طاقت نہیں ہے اس لئے پھر میرے لئے کیا حکم ہے۔ جو یہ نیکی بھی نہ کر سکے، وہ نیکی بھی نہ کر سکے، وہ بھی نہ کر سکے آخر وہ کیا کرے۔ تو آپ نے فرمایا اتنا تو کرو کہ تمہارا شر کسی کو نہ پہنچے اور بنی نوع انسان تمہارے شر سے محفوظ رہیں۔ یہ کم سے کم نیکی ہے جس کی خدا تعالیٰ مومنوں سے اور اللہ کا رسول مومنوں اور مسلمانوں سے توقع رکھتا ہے۔ فرمایا اگر تم یہ کرو گے کہ بنی نوع انسان تمہارے شر سے محفوظ رہیں گے۔ تو یہ تمہارے نفس کا تم پر ایک حق ہے جس کا تم صدقہ دے رہے ہو۔ یہ لفظ جو عربی میں استعمال ہوئے ہیں اس کے ترجمے عموماً ناقص ہو گئے ہیں کیونکہ ایسا ایک انداز بیان ہے جس کو سمجھنا ذرا مشکل ہے۔ عربی کے الفاظ یہ ہیں "تکف شرک عن الناس فانھا صدقۃ منک" لفظی ترجمہ ہے تو لوگوں کو اپنے شر سے بچائے رکھ "فانھا صدقۃ منک" یہ

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

1 HOUR
PHOTO PRINTS
SET A PRINT
246, WIMBLEDON PARK ROAD, SOUTHFIELDS, LONDON SW18
PHONE 081 780 0081

IMPORTERS & EXPORTERS OF
READY MADE GARMENTS
S.S. ENTERPRISES
TELEPHONE AND FAX NO:
081 788 0608

طاعون — ایک مہلک وبا

(رشید احمد چوہدری)

ہندوستان سے آنے والی تازہ اطلاعات کے مطابق ملک میں طاعون کے مریضوں کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔ سرکاری اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس وباء کی وجہ سے ہندوستان کو اس تھوڑے سے عرصہ میں ۳۰ ملین ڈالر کے لگ بھگ نقصان برداشت کرنا پڑا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے زیادہ نقصان زرعی اجناس کی برآمدات کو پہنچا ہے۔ پھر سیر و سیاحت کی انڈسٹری اور ائیر لائینز بھی خاصی متاثر ہوئی ہے۔ اگر ہندوستان کی حکومت نے اس وباء پر قابو پا بھی لیا جیسا کہ وہ اعلان کر رہی ہے تو بھی دنیا کا اعتماد بحال ہونے میں کافی وقت لگے گا کیونکہ لوگوں کے دلوں میں ہندوستان کے ساتھ تجارتی روابط اور سیر و سیاحت وغیرہ میں کافی عرصہ تک خدشات برقرار رہیں گے۔

ہندوستان میں اس قدر شدید طاعون کی وبا پورے سو سال بعد آئی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ ۱۸۹۴ء سے ۱۹۱۴ء تک ۲۰ سال کے عرصہ میں صرف ہندوستان میں اس وبا سے قریباً ایک کروڑ انسان لقمہ اجل بنے۔

اس دفعہ اس وبا کا ظہور ہندوستان کے شہر سورت سے شروع ہوا اور آہستہ آہستہ دوسرے شہروں میں بھی وبا پھیل گئی۔ سورت شہر میں تو اس قدر خوف و ہراس دیکھنے میں آیا کہ مقامی آبادی کا ۱/۵ حصہ نقل مکانی کر کے دوسرے علاقوں میں چلا گیا۔ تعلیمی ادارے اور بعض دفاتر تک بند ہو گئے۔

طاعون کی علامات اور علاج

طاعون کے مرض کی علامات یہ ہیں کہ مریض کپکپاہٹ محسوس کرتا ہے۔ اسے تیز بخار چڑھ جاتا ہے جو ۱۰۴ ڈگری فارن ہیٹ تک پہنچ جاتا ہے۔ بغلوں اور زیر ناف حصوں میں غدود میں سوزش ہونے لگتی ہے اور گلٹیاں بن جاتی ہیں۔ مریض سر درد کی شکایت کرتا ہے۔ پیپ کی صورت میں زہریلا مادہ سارے جسم میں پھیل جاتا ہے اور مریض چند دن سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس قسم کی طاعون کو گلٹیوں والی طاعون کا نام دیا جاتا ہے مگر ایک قسم اس بیماری کی نمونیائی طاعون کہلاتی ہے جس میں جراثیم پھیپھڑوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس صورت میں انسان کو بلغم کے ساتھ خون آنے لگتا ہے۔

طاعون ایک موذی اور متعدی مرض ہے۔ اس بیماری کا سبب ایک جرثومہ ہے جسے Pastevrello-Pestis کہتے ہیں جو چوہوں کی جلد پر موجود ہوتا ہے اور پسو کی طرح ایک چوہے سے دوسرے چوہوں میں منتقل ہو جاتا ہے۔ طاعون کی بیماری کا حملہ دفعتاً ہوتا ہے۔

علاج کے لئے مندرجہ ذیل ادویات مفید پائی گئی ہیں:

Streptomycin

Aureomycin

ChloramPhemicol

اگر بیماری کی علامات پتہ لگنے کے ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر دوائیں دے دی جائیں تو فائدہ ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے مگر اس کے بعد بچنے کے مواقع بہت کم ہوتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ پنسلین طاعون کے لئے مؤثر دوا کے طور پر کام نہیں کرتی۔

علاج کے لئے ہومیو پیتھک دوا بھی بہت مؤثر ہے اور یہ ہے بھی بہت سستی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مندرجہ ذیل نسخہ تجویز فرمایا ہے:

Sulphur 1000

Merc Sol 1000

یہ دونوں دوائیں باری باری استعمال کرنی چاہئیں یعنی پہلے ہفتہ "سلفر" اور دوسرے ہفتہ "مرک سال" استعمال کی جائے۔

طاعون کی تاریخ

طاعون کی بیماری بہت قدیم ہے اور اس نے کئی مرتبہ دنیا میں تباہی مچائی ہے۔ بائبل میں اس وبا کے پھیلنے کا ذکر ہے۔ یونان میں ۴۳۰ قبل مسیح میں یہ مرض ظاہر ہوا اور پھر ۲۶۲ عیسوی میں روم میں اس نے خوب تباہی مچائی۔ بستیوں کی بستیاں ویران ہو گئیں۔ کہا جاتا ہے کہ ان دنوں روزانہ قریباً ۵ ہزار افراد اس بیماری سے مرتے تھے۔

۱۳۳۴ء تا ۱۳۵۱ء میں اسے "کالی موت" کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ ان دنوں یہ خوفناک بیماری چین، ہندوستان، ایران، روس کی ریاستوں، اٹلی، فرانس، انگلستان، جرمنی اور ناروے میں پھیلی اور ہزاروں لاکھوں افراد کو موت کے منہ میں لے گئی۔

۱۶۰۳ء تا ۱۶۶۵ء انگلستان میں اس نے تباہی مچائی۔ باور کیا جاتا ہے کہ اس دور میں ایک لاکھ ۵۰ ہزار انسان اس بیماری سے ختم ہوئے۔ اکثر لوگ شہروں کو چھوڑ کر دیہات میں منتقل ہو گئے۔ لندن کا شہر بھی ویران ہو گیا۔ کاروبار ٹھپ ہو گیا۔ پارلیمنٹ عارضی طور پر آکسفورڈ شہر میں منتقل کر دی گئی۔

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۸۰۰ء کے لگ بھگ طاعون دنیا سے قریباً مفقود ہو گئی تھی مگر ۱۸۹۴ء میں اس نے پھر سر نکالا۔ اس دفعہ یہ چین کے دریا Canton کے دہانہ کے آس پاس کے علاقہ میں نمودار ہوئی اور وہاں سے پھیلتی ہوئی ہانگ کانگ پہنچ گئی۔ ہانگ کانگ چونکہ دنیا کی معروف ترین بندرگاہ ہے اس لئے جہازوں کے ذریعہ یہ دنیا بھر میں پھیل گئی۔ ایک طرف ہندوستان، افریقہ اور یورپ کے ممالک سپین، پرتگال، اٹلی اور برطانیہ اس سے متاثر ہوئے اور دوسری طرف فلپائن، آسٹریلیا، جاپان اور امریکہ تک جا پہنچی۔ امریکہ میں سب سے پہلا طاعون کا کیس ۱۹۰۰ء میں سان فرانسسکو کے علاقہ میں ہوا۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۱۸۹۴ء سے لے کر آج تک اس موذی مرض نے تقریباً ایک کروڑ ۳۰ لاکھ افراد کی جانیں لی ہیں۔

طاعون غضب الٰہی کی نشانی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں میں طاعون کو غضب اللہ کی موت ٹھہرایا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت طاعون بنی اسرائیل پر پڑی جو مورد غضب الٰہی تھے۔ اس طاعون کا مفصل حال توریت میں موجود ہے۔ اور پھر طاعون حضرت عیسیٰ کے بعد یہودیوں پر پڑی تھی جن پر انجیل میں غضب نازل ہونے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور اسی طاعون کا نام قرآن شریف میں "رجزاً من السماء" رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:

فانزلنا علی الذین ظلموا رجزاً من السماء بما کانوا یفسقون

یعنی ہم نے ظالموں پر طاعون کا عذاب بھیجا کیونکہ وہ فاسق تھے"۔

پھر فرماتے ہیں:-

"ہمیشہ طاعون کفار کو سزا دینے کے لئے نازل ہوتی رہی ہے اور خدا نے قدیم سے لاکھوں کفار اور فاسق اور فاجر اسی طاعون کے ذریعہ نیست و نابود کئے"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ ۔ ۵۴۲، ۵۴۳)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۸۸۹ء میں دعویٰ فرمایا اور ۱۸۹۴ء میں خدا تعالیٰ نے ان کی صداقت کے دو زبردست نشان آسمانی گواہی کے طور پر ظاہر فرمائے یعنی رمضان المبارک میں ہی سورج اور چاند کو گرہن لگا اس طرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی جو حدیث کی کتاب دارقطنی میں موجود ہے سچی نکلی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طاعون کے نشان کو اپنی صداقت کے طور پر پیش کیا ہے اور فرمایا کہ اس وبا سے ہمارے دشمن متاثر ہونگے وہاں خدا تعالیٰ نے مجھے اور میری چار دیواری میں رہنے والوں کو اس وبا سے کلیتاً محفوظ رکھنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ آپ اپنے نشانوں میں سے ایک نشان طاعون کو پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"چھیالیسواں نشان یہ ہے کہ اس زمانہ میں جبکہ بجز ایک مقام کے پنجاب کے تمام اضلاع میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی کہ تمام پنجاب میں طاعون پھیل جائے گی اور ہر ایک مقام طاعون سے آلودہ ہو جائے گا اور بہت مری پڑے گی اور ہزارہا لوگ طاعون کا شکار ہو جائیں گے۔ اور کئی گاؤں ویران ہو جائیں گے اور مجھے دکھایا گیا کہ ہر ایک جگہ اور ہر ایک ضلع میں طاعون کے سیاہ درخت لگائے گئے ہیں چنانچہ یہ پیش گوئی کئی ہزار اشتہار اور رسالوں کے ذریعہ سے میں نے اس ملک میں شائع کی۔ پھر تھوڑی مدت کے بعد ہر ایک ضلع میں طاعون پھوٹ پڑی۔ چنانچہ ۳ لاکھ کے قریب اب تک جانوں کا نقصان ہوا اور ہو رہا ہے"۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲۲ ۔ ۲۳۰)

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ہندوستان بھر میں کثرت سے طاعون نے تباہی مچائی مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کی اور ان تمام لوگوں کی جو آپ کے گھر میں رہتے تھے اور ان سب کو جو آپ کی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا تھے حفاظت فرمائی۔ اس عظیم نشان کو دیکھ کر لوگوں کا کثرت سے احمدیت کی طرف رجوع ہوا اور بہت بڑی تعداد میں لوگوں نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے منظوم کلام میں فرمایا:-

تو نے طاعوں کو بھی بھیجا مری نصرت کے لئے

تا وہ پورے ہوں نشاں جو ہیں سچائی کا مدار

ہو گئے بیکار سب حیلے جب آئی وہ بلا

ساری تدبیروں کا خاکہ اڑ گیا مثل غبار

مگر ان لوگوں کے لئے جو ابھی تک آپ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل نہیں ہوئے تھے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طاعون کی حفاظتی تدابیر استعمال کرتے ہوئے ٹیکہ لگانے کی ہدایت فرمائی مگر اپنے متعلق یہ اعلان فرمایا کہ چونکہ آپ کو خدا تعالیٰ نے بذریعہ وحی اطلاع دی ہے کہ وہ محفوظ رہیں گے اس لئے انہیں ٹیکہ لگانے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

"اگر ہمارے لئے آسمانی روک نہ ہوتی تو سب سے پہلے رعایا میں سے ہم ٹیکہ کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے۔ سو اس نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہو گا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں خدا کا یہ نشان ہو گا تا وہ قوموں میں فرق کر کے دکھلاوے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے مت دلگیر ہو۔ یہ حکم الٰہی ہے جس کی وجہ سے ہمیں اپنے نفس کے لئے اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کی چار دیواری میں رہتے ہیں ٹیکہ کی ضرورت نہیں کیونکہ جیسا کہ ابھی میں بیان کر چکا ہوں آج سے ایک مدت پہلے وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے۔ جس کے علم اور تصرف سے کوئی چیز باہر نہیں اس نے مجھ پر وحی نازل کی ہے کہ میں ہر ایسے شخص کو طاعون کی موت سے بچاؤں گا جو اس گھر کی چار دیواری میں ہو گا۔ بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادوں سے دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو اور خدا کے احکام اور اس کے مامور کے سامنے کسی طور سے متکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خودسر اور خود پسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو اور اس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرما دیا کہ عموماً قادیان میں سخت بربادی افگن طاعون نہیں آئے گی جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہو جائیں"۔

(کشتی نوح)

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

جستہ جستہ

حضرت مولوی محمد حسین صاحب (سبز پگڑی والے) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و واقعات پر مشتمل ایک کتاب حال ہی میں "میری یادیں" کے نام سے شائع ہوئی ہے جس میں خود حضرت مولوی صاحب کی زبانی بہت سے دلچسپ واقعات درج ہیں۔ یہ واقعات بہت ہی ایمان افروز اور مفید اسباق پر مشتمل ہیں۔ خصوصاً داعیان الی اللہ ان سے بہت فائدہ اٹھاسکتے ہیں۔ ذیل میں ایسے ہی چند مفید اور دلچسپ، ایمان افروز واقعات پیش کئے جارہے ہیں۔

اگر آپ کے ساتھ بھی ایسے واقعات گزرے ہوں یا کسی اور کے واقعات آپ کے علم میں ہوں یا آپ کے زیر مطالعہ کسی کتاب میں کسی پہلو سے بھی کوئی ایسی بات نظر سے گزرے جو آپ سمجھتے ہیں کہ الفضل کے قارئین کے لئے علم میں اضافہ کا موجب ہوگی یا کسی پہلو سے مفید اور دلچسپی کا باعث ہوگی تو مکمل اور مستند حوالہ کے ساتھ ایسے واقعات، تحریریں ہمیں بھجوائیں۔ ہم انشاء اللہ انہیں الفضل کی زینت بنائیں گے۔

(مدیر)

نگلہ گھنو میں پہلا مباحثہ

مجھے نگلہ گھنو میں رہتے ہوئے پانچواں ہی دن تھا کہ ٹھاکر گردندر سنگھ آریہ اپدیشک وہاں آگیا۔ اس گاؤں میں ہندو ٹھاکروں کے دو ہی گھر تھے اور ایک گھر بنئے کا تھا مگر یہ سب لوگ میرے واقف ہو چکے تھے۔ اس آریہ ٹھاکر نے آکر ان لوگوں کو آریہ بن جانے کی پرزور تحریک کی اور ان کے جذبات کو بہت بھڑکایا اور ان میں ایک خون، ایک تمدن اور ایک لباس اور ایک ہی قسم کی زبان ہونے اور اعتقاد میں ذرا سا اختلاف ہونے پر انہیں متحد ہونے کی ہدایت کی۔ میں خاموشی سے انکی ساری باتیں سنتا رہا۔ جب وہ اپنی بات ختم کر چکا تو میں نے کہا ٹھاکر صاحب آپ نے متحد ہونے کی تحریک کی ہے میں نے اس سے بہت اچھا اثر لیا ہے اور ہم سب لوگ بھی یہی چاہتے ہیں کہ دنیا کے تمام لوگوں کا ایک ہی خون ہے، ایک ہی خوراک ہے، ایک ہی آنے کا راستہ ہے اور ایک ہی جانے کا راستہ ہے۔ لباس بھی سب پہنتے ہیں اور غذا بھی سب کھاتے ہیں۔ زمین بھی سب کی ایک ہے اور آسمان بھی سب کا ایک ہی۔ لیکن جس طرح ہم سب کی شکلیں جداگانہ، عقلیں جداگانہ، علم جداگانہ اور اعتقاد بھی جداگانہ ہیں لیکن بعض باتوں میں ہم سب ایک جیسے ہیں اور بعض میں مختلف ہیں اسی طرح نباتات، جمادات اور حیوانات کا حال ہے۔ درخت کا لفظ تو سب کے لئے بولا جاتا ہے مگر کوئی کیکر ہے تو کوئی ڈھاک ہے، کوئی شہتوت یا آم ہے تو کوئی نیم ہے۔ غرضیکہ نام کا اشتراک ہے مگر تاثیرات اور فوائد سب ایک ہیں مگر ہم سب کے اعتقادات جو الگ الگ قائم ہو چکے ہیں اگر ہم کوشش کریں تو یہ ایک ہو سکتے ہیں اور یہ کوشش اسی طرح ہو سکتی ہے کہ آپ اپنے آریہ عقائد بیان کریں ہم سن کر ان پر غور کرتے ہیں۔ اگر وہ ہمارے دین حق سے اچھے ہوئے تو ہم ان کو قبول کرلیں گے۔ پھر میں اپنے ناقص علم کے ساتھ اسلامی عقائد و اخلاق بیان کروں گا پھر آپ ان پر غور کریں۔ پھر ان دونوں میں جو اچھے ہوں گے ان پر ہم دونوں اکٹھے ہو جائیں گے۔ سارے مجمع نے اس بات کو بہت پسند کیا مگر ٹھاکر صاحب نے کہا کہ آپ سے ہماری کوئی بات نہیں ہے۔ آپ پنجابی ہیں۔ میں تو اپنی برادری کو اپنے ساتھ ملا کر جاؤں گا۔ میں نے کہا ہم سب مہادیو یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اس وجہ سے آدمی کہلاتے ہیں۔ اس لئے سب برادری ہیں۔ جب خدا کا بنایا ہوا سورج ساری دنیا کے کام آتا ہے، اس کی ہوا، پانی، آگ، چاند، ستارے، آسمان اور زمین غرضیکہ اس کی بنائی ہوئی ہر چیز دنیا کے کام آتی ہے تو خدا کا دین بھی ایک ہونا چاہئے اور اس وقت ضرورت بھی ساری دنیا میں ایک ہی دین کی ہے تا کہ جس طرح سب کے جسم ایک جیسے ہیں، اعتقاد بھی ایک جیسا ہو اور آپس میں مستقل اتحاد پیدا ہو جائے۔ اگر ہر برادری کا مذہب علیحدہ علیحدہ ہو تو پھر دن رات جھگڑے ہی ہوتے رہیں گے۔ ٹھاکر صاحب بولے کہ دنیا میں جس طرح پہلے دن سے ایک ہی سورج چلا آرہا ہے اسی طرح دنیا میں ابتدائی کتاب وید مقدس چلی آرہی ہے اگر اس پر تمام دنیا ایمان لے آئے تو سب جھگڑے آج ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ میں نے ٹھاکر کا شکریہ ادا کیا کہ آخر آپ نے بھی محسوس کر ہی لیا کہ میرا بیان کرنا صحیح تھا مگر ٹھاکر صاحب آپ نے میرے پہلے بیان پر غور نہیں کیا کہ بعض باتیں تو سب کی مشترک ہیں لیکن بعض میں تبدیلی ضروری ہے۔ مثلاً بارش بھی ابتدائے زمانہ سے چلی آرہی ہے۔ مگر ہمیں اس کی ہر وقت ضرورت نہیں ہوتی۔ اگر ہمیں کسی وقت اس کی ضرورت ہے تو کسی وقت دھوپ کی بھی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ پہلی جماعت کا قاعدہ صرف پہلی جماعت کے لئے ہی ہوتا ہے لیکن اس کے حروف ساری کتابوں میں استعمال ہوتے ہیں اور طالب علم کی استعداد کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کی کتابیں بھی بدلتی جاتی ہیں۔ اسی طرح بچپن میں بھی ہمیں لباس ہی پہنایا جاتا تھا مگر اب جوانی میں ہم وہ لباس نہیں پہن سکتے کیونکہ ہم بڑے ہو چکے ہیں۔ اسی طرح اگر ابتداء میں وید تھا تو وہ ابتدائی قاعدہ کی طرح تھا۔ اب جبکہ دنیا کی استعداد بڑھ چکی ہے تو انہیں مکمل کتاب کی ضرورت تھی اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ کتاب قرآن کریم ہے۔ جیسے جوان آدمی کے ناپ کے کپڑے بڑھاپے تک کام میں آتے ہیں اسی طرح قرآن کریم اب قیامت تک کام دینے کا دعویدار ہے مگر وید میں ایسا کوئی دعویٰ نہیں ہے کہ میں ساری دنیا کے لئے کامل کتاب ہوں۔ جب وید دعویدار ہی نہیں تو مدعی سست گواہ چست والا معاملہ آپ نہ کریں۔ ٹھاکر صاحب بولے آپ ہماری باتوں میں دخل نہ دیں۔ یہ پنجاب نہیں کہ دھنیا، جولاہا، لوہار، ترکھان سب ایک ہی ہوں۔ ہم راجپوت ہیں اور مسلمان بادشاہوں نے ان ہمارے بھائیوں کے بزرگوں کو بتاشے کھلا کر مسلمان کر لیا تھا اور ہم لوگوں نے بھی سستی کی کہ انہیں منہ نہ لگایا۔ اب ہم نے تہیہ کر لیا ہے کہ ہم انہیں اپنے ساتھ ملا کر رہیں گے خواہ ان کے پاؤں پکڑنا پڑیں یا ان کے آگے ہاتھ جوڑنا پڑیں۔ میں نے کہا کہ ٹھاکر صاحب میں بھی آپ کا خونی رشتہ دار ہوں اور پنجابی ہونا کوئی جرم نہیں ہے۔ پنجاب میں گاؤں کے گاؤں راجپوتوں کے آباد ہیں اور میں خود بھی راجپوت کھوکھر ہوں۔ کوئی بھٹی ہیں، کوئی چوہان راٹھور ہیں۔ رہا دھنیا، جولاہا، تیلی و موچی وغیرہ تو یہ سب ہندوؤں سے ہی ہمارے ہاں مسلمان ہوئے ہیں اور ادھر بھی موجود ہیں۔ مسلمان بھی ہیں اور ہندو بھی۔ فرق صرف یہ ہے کہ آپ ان ہندوؤں کو جو چمار، بھنگی، تیلی و لوہار ہیں کمی (کمین) جان کر نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں مگر ہم لوگ ان کے مسلمان ہو جانے پر اور صاف رہنے کی وجہ سے ان سے نفرت نہیں کرتے کیونکہ یہ سب پیشوں کے نام ہیں اور پیشوں کے بغیر دنیا کا کام چل ہی نہیں سکتا۔ اس لئے وہ لوگ ہمارے مددگار ہیں۔ کسی بات میں ہم ان کے اور کسی بات میں وہ ہمارے محتاج ہیں۔ اناج حاصل کرنے کے لئے اگر وہ ہمارے محتاج ہیں تو جوتا، تیل اور صفائی رضائی کے لئے ہم ان کے محتاج ہیں۔ اس لئے میں نے بتایا تھا کہ وید ابتدائی قاعدہ ہے۔ یہ ساری دنیا میں محبت و اتحاد نہیں پیدا کر سکتا اور اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو اس کی شرن میں آجائے اس کو بھائی بھائی بنا دیتا ہے۔ ٹھاکر صاحب بولے ہماری مقدس گائے کھانے والے لوگوں سے ہمارا اتحاد نہیں ہو سکتا اور یہ کہ ہم گائے کھانے والوں کو چیر کر رکھ دیں گے۔ ہمارا راجپوتی خون اب جوش میں ہے۔ جو ہمیں ماں کی طرح میٹھا میٹھا دودھ پلاتی ہے یہ ڈشٹ مسلمان اس کو ذبح کر دیتے ہیں اور اس کا سر تن سے جدا کر دیتے ہیں۔ چونکہ وہ راجپوت مسلمان بھی گائے کا گوشت نہیں کھاتے تھے اس لئے ٹھاکر صاحب نے ان کے جذبات بھڑکانے کی خوب کوشش کی۔ جب وہ ذرا خاموش ہوا تو میں نے کہا کہ ٹھاکر صاحب آپ تو غصہ میں آگئے۔ حالانکہ اپدیشک کا یہ فرض ہے کہ اپنے علم سے محبت کے ساتھ برے فعل کی برائی اور بھلے کام کی بھلائی بیان کر کے پبلک کو سوچ بچار کا موقع دے۔ اس جگہ کس نے گائے کو تکلیف دی ہے کہ آپ خواہ مخواہ اپنے اور دیگر دوستوں کے جذبات بھڑکانے کی کوشش میں لگ گئے ہیں۔ آپ کے اس رویے سے مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا بلکہ یہی معلوم ہوا ہے کہ آپ اپنے مذہب کی کوئی خوبی بیان نہیں کر سکتے بلکہ ایک ایسی طرح ڈالنا چاہتے ہیں جس سے آپ کی کمزوری پر پردہ پڑا رہے۔ میں بھی جذبات کو بھڑکا کر لڑائی کرا سکتا ہوں۔ مگر ہمارا دین حق سلامتی کا مذہب ہے۔ یہ جنگ کو روکنا اور صلح کو قائم کرنا چاہتا ہے۔ ٹھاکر صاحب بولے کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اسلام تو پھیلا ہی جنگ سے ہے۔ مسلمان چور اور ڈاکو بن کر لوگوں کو لوٹتے رہے ہیں۔ میں نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہوا ہے اور ہمارے پاس ساری کتابیں موجود ہیں آپ کی کیا طاقت ہے کہ میری باتوں کا جواب دے سکو اور اگر کھجلی ہو رہی ہو تو میں ابھی اتارنے کے لئے تیار ہوں۔ بتاؤ کیا مرضی ہے۔ اس کی یہ باتیں سن کر تین چار آدمیوں نے ارادہ کیا کہ اس ٹھاکر کو دو چار رسید کر کے مزا چکھایا جائے اور بعض ٹھاکر صاحب سے لڑنے بھی لگے۔ میں نے بڑی محبت سے انہیں روکا اور کہا کہ جس طرح میں آپ کا مہمان ہوں بھائیو اسی طرح ٹھاکر صاحب ہمارے مہمان ہیں۔ ہمارا دین حق ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ اگر کوئی تمہارا مہمان بھی غلطی کرے تو تمہارا فرض ہے کہ تم اسے معاف کر دو اور اکرام ضیف کو ملحوظ رکھو۔ میری یہ بات سن کر ٹھاکر صاحب بھی شرمندہ ہوئے اور انہوں نے محسوس کیا کہ پنجابی کی ان لوگوں میں مجھ سے زیادہ عزت ہے۔ خیر اب وہ صحیح راستے پر آگیا تھا۔ میں نے کہا ٹھاکر صاحب نے یہ دو الگ الگ سوال کئے ہیں۔ پہلا تو گائے کے متعلق ہے کہ مسلمانوں نے گائے پر ظلم کیا ہوا ہے اور دوسرا یہ کہ دین حق تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ میں ان دونوں سوالات کے جوابات علیحدہ علیحدہ دیتا ہوں۔

(۱)

ہم سب مسلمان دودھ دینے والے سب جانوروں کی خدمت کرتے ہیں۔ چاہے گائے ہو یا بکری، بھینس ہو یا اونٹنی، ہم سب کو چارہ بھی ڈالتے ہیں اور راتب بھی کھلاتے ہیں۔ اس کی بچپن ہی سے نگہداشت کرتے ہیں مگر ہم ان تمام جانوروں کو اپنا خادم سمجھتے ہیں نہ کہ بزرگ۔ ان میں سے جو دودھ نہ دے، یا بانجھ ہو جائے تو اسے ہندو اور مسلمان دونوں قصابوں کے پاس فروخت کر آتے ہیں تو یہ کوئی اعجوبہ نہیں۔ اب رہا یہ سوال کہ میٹھا دودھ دینے کی وجہ سے وہ ماں ہے تو پھر ٹھاکر صاحب آپ یہ بتائیں کہ کیا بھینس، اونٹنی اور بکری وغیرہ کا دودھ کڑوا ہوتا ہے؟ جب ان کا دودھ بھی میٹھا ہے تو گائے اگر ماں ہے تو بھینس نانی ہوئی اور بکری بہن ہوئی تو پھر ان کی عزت ہندوؤں کے دلوں میں کیوں نہیں ہے؟ اس کی وجہ اب ٹھاکر صاحب ہی بتائیں ایسا کیوں نہیں ہے؟

۲- ہر مذہب میں ماں باپ کی ایک جیسی عزت کرنے کا حکم ہے تو پھر ہمارے یہ ہندو بھائی کیا ظلم کرتے ہیں کہ

CAN YOU SERIOUSLY AFFORD TO TRAVEL BY AIR WITHOUT FIRST CHECKING OUR PRICES? PHONE US FOR A QUOTE

ATLAS TRAVEL

061 795 3656

493, CHEETHAM HILL ROAD, MANCHESTER, M8 7HY

SUPPLIERS OF ALL CROCKERY, CUTLERY AND DISPOSABLE CROCKERY FOR WEDDINGS, PARTIES AND OTHER SOCIAL FUNCTIONS

ABBA

CATERING SUPPLIES

081 574 8275 / 843 9797

1A Greenford Avenue, Southall, Middx UB1 2AA

گائے ماں کو مقدس جان کر اتنی عزت کرتے ہیں کہ ایسی عزت نہ کرنے والوں کو چیر کر رکھ دینے کو تیار ہیں مگر اپنے باپ بیل کو ہل میں جوتنا یا ان کی مدد سے کنواں چلانا، گاڑی کھینچنا، کولہو چلانا، اس پر بوجھ لادنا اور ذرا سی کوتاہی سے مار مار کر فنا کر دینا اور ہر وقت اس پر مصیبت کھڑی رکھنا اور ذرا بھی عزت نہ کرنا حالانکہ اس بات کی کوشش سے ہی گائے دودھ دینے کے قابل اور ماں بنی تھی۔

۳۔ اگر گائے ماں کا ہی مقام رکھتی ہے جو انہیں بچپن میں دودھ پلاتی ہے تو پھر اس کے مرنے پر وہ کیوں چماروں کے حوالے کر کے اس کی کھال اترواتے ہیں اور اس کے گوبر، اوپلے اور پیشاب سے چنا متر بناتے ہیں اور اس کی کھال کے جوتے پہنتے ہیں۔ یہ سب تقدیس کے دعوے ان کی ان حرکات سے باطل ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے صرف ہندوؤں کو مسلمانوں سے دور رکھنے کے لئے یہ ایک جذباتی طریق اختیار کیا ہوا ہے۔

۴۔ اگر ناکارہ بھینس، بکری، اونٹنی، بھیڑ وغیرہ ذبح کئے جائیں اور ان کے مرنے پر ہی چمڑہ میسر آتا ہو تو پھر پانچ صد روپے کا بھی جوتا نہیں مل سکتا اور لوگ دھوپ اور سردی میں ننگے پاؤں ہی چلیں اور ہر وقت کانٹے ہی نکالتے رہیں۔

(۲)

دوسرا سوال کہ دین حق تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔ ٹھاکر صاحب نے یہ بات کر کے راجپوتوں کی سخت توہین کی ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کی تلوار سے ڈر کر اپنا آبائی مذہب جھٹ تبدیل کر لیا مگر چمار، بھنگی، تیلی وغیرہ تلوار سے نہ ڈرے اور انہوں نے اپنا مذہب تبدیل نہ کیا۔ کیا آپ راجپوتوں کی یہی بہادری ظاہر کرتے پھر رہے ہیں کہ راجپوت اتنے ڈرپوک اور بھوکے تھے کہ جب انہیں تلوار اور بتاشے دکھائے گئے تو جھٹ ڈر کر اور میٹھی چیز دیکھ کر مسلمان ہو گئے۔ ٹھاکر صاحب آپ نے تو تاریخ دان ہونے کا دعویٰ کیا تھا۔ اب آپ بتائیں کہ جب حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اس ہندوستان میں درویشی کی حالت میں آئے تھے تو ان کے ہاتھ میں کون سی تلوار تھی اور ان کے ہمراہ کون سی فوج تھی؟ ہاں بزرگی، نیکی، تقویٰ، طہارت، خوش اخلاقی، دلائل، عبادت، ریاضت، شرافت اور تبلیغ کی تلوار تھی جس نے راجہ اور پرجا کو ان کے سامنے جھکا دیا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو گئے ورنہ جب مسلمان بادشاہ اکبر تخت نشین ہوئے تو ان کی بیوی جودہ بائی تھی اور وہ تمام عمر بت پرستی کرتی رہی اور ہندو ہی رہی۔ اور اسے جبراً مسلمان نہ کرنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ دین حق میں جبر نہیں ہے۔ بلکہ "لا اکراہ فی الدین" کا سبق دیا جاتا ہے۔ دین حق ہمیشہ اپنی صداقت اور خوبیوں سے پھیلا ہے۔ آپ آج بھی قادیان جاکر دیکھ سکتے ہیں کہ کتنے ہندو اور سکھ مسلمان ہو چکے ہیں۔ اب تو مسلمانوں کے ہاتھ میں دین حق پھیلانے کے لئے تلوار نہیں ہے اور نہ اس سے قبل ہی دین حق تلوار سے پھیلا۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ جس نے تلوار سے دین حق کو مٹانے کی کوشش کی اسے تلوار ہی سے روکا گیا۔ اب آپ دلائل سے بات کریں انشاء اللہ دلائل ہی سے جواب دئے جائیں گے۔ اس وقت کافی رات گزر چکی تھی مگر مرد بدستور چوپال میں اور عورتیں مکانوں کی چھتوں پر بیٹھی تھیں اور سب میرے جواب کے منتظر رہتے تھے۔ ٹھاکر صاحب بولے کہ آپ کے عرب والے نبی نے نو عورتوں سے شادی کیوں کی؟ جب کہ امت کے لئے چار ہی جائز قرار دیں۔ اس کی کیا حکمت ہے؟ میں نے اسے بتایا کہ عرب کے لوگ بھی ہندوؤں کی طرح بت پرست تھے اس وقت نہ کوئی اصول اور نہ کوئی شریعت تھی۔ جس طرح آج پٹیالہ کے ہندو راجہ نے دو سو سے زیادہ بیویاں رکھی ہوئی ہیں اسی طرح عرب کے لوگ اس وقت سو سو بیویاں رکھ لیتے تھے۔ جب حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نویں شادی کی تو خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ اور شادی نہیں کرنا اور نہ ان میں سے کسی کو چھوڑنا ہے۔ چونکہ نبی کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہوتی ہیں اس لئے ان میں سے کسی کو بھی علیحدہ نہیں کرنا اور ساتھ ہی مومنوں کے لئے حکم دیا کہ تم چار تک اپنے خیالات کے مطابق شادیاں کر سکتے ہو اور اگر تمہیں لڑائی جھگڑے کا خوف ہو تو ایک ہی شادی رہنے دو۔ اگر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کسی بیوی کو چھوڑ دیتے تو وہ ماں کی صورت میں کہاں جاتی جب کہ منوشاستری میں بھی یہی لکھا ہے کہ گرو کی بیوی ماں ہوتی ہے۔ ٹھاکر صاحب کہنے لگے کہ میں اب سمجھ گیا ہوں۔ میں نے کہا کہ اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ ہمارے آقا نے تو نو شادیاں کر کے اپنے حسن اخلاق اور سلوک کا یہ نمونہ دکھایا کہ کسی ایک بیوی کو بھی کسی جگہ ناانصاف کہنے کا موقع نہیں ملا۔ حضورؐ کے نیک سلوک کا ان کے دلوں پر اتنا اثر تھا کہ ایک دفعہ حضور کے پاس مال غنیمت بکثرت پہنچا۔ یہ دیکھ کر بعض بیویوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اب موقع ہے کہ ہم آپ سے اچھے لباس اور زیورات کا مطالبہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے سامنے اپنی دلی کیفیت کا اظہار کیا۔ حضورؐ کو اللہ تعالیٰ نے جواب میں بتایا کہ اے نبی اپنی بیویوں سے کہہ دو کہ میں تمہیں تمہاری خواہش کے مطابق زیورات اور لباس بنوا دیتا ہوں مگر پھر تم میرے پاس نہیں رہ سکتیں یعنی علیحدہ رہنا پڑے گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کو اور مجھے پسند کرتی ہو تو پھر تم اس خواہش کو ترک کر دو۔ یہ سن کر سب نے جواب دیا کہ ہم اپنی اس خواہش کو قربان کرتی ہیں ہمیں صرف آپؐ کی اور اللہ تعالیٰ کی ضرورت ہے۔ بظاہر یہ الفاظ معمولی نظر آتے ہیں مگر جب مستورات کی حالت اور خواہشات کو سامنے رکھ کر غور کیا جاتا ہے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی بیویوں کے ایسا کہنے سے آپ کے اعلیٰ اخلاق کا ان کے قلوب پر کتنا گہرا اثر تھا حالانکہ ان کا مطالبہ بھی جائز تھا لیکن انہوں نے کسی قسم کی بحث نہیں کی اور اپنے مطالبہ کے مقابل پر اپنے خدا اور اس کے رسول کا ساتھ نہ چھوڑا۔ مگر اعتراض کرنے والے ذرا اپنے گریبان میں جھانک کر تو دیکھیں کہ ان کی ایک بیوی بھی جسے اولاد نہ ہو گیارہ مردوں سے نیوگ کر سکتی ہے۔ کتنی شرم کی بات ہے ....۔ اگر یہ لوگ اس قسم کا اعتراض نہ کریں تو اور کیا کریں کیونکہ یہ کام ان کی طاقت سے باہر ہے۔ ٹھاکر صاحب یہ الفاظ سن کر چیخ اٹھے کہ یہ ہندو دھرم کی توہین کی ہے۔ میرے پاس حوالہ موجود تھا میں نے فوراً "ستیارتھ پرکاش" نکال کر اسے دکھا دی۔ وہ بہت شرمندہ ہوا۔ رات کا پچھلا پہر تھا۔ مباحثہ ٹھاکر صاحب کے ان الفاظ پر ختم ہوا کہ صبح دس بجے اب میں اعتراض کروں گا۔ یہ کہہ کر ایک شعر پڑھا جس کا مفہوم کچھ یوں تھا کہ قادیانی تلوار سے ہی قابو آئیں گے یہ علم سے قابو نہیں آسکتے۔ میں نے کہا کہ اس شعر کا جواب آپ کو انشاء اللہ کل ہی دیا جائے گا۔ غرضیکہ سب مرد و زن اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ میں اکیلا ہی دیا جلا کر بیٹھ گیا اور خیال کیا کہ اس کے بے تکے شعروں کا جواب بھی اگر بے تکے اشعار میں ہی دیا جائے تو اثر اچھا رہے گا اور خدا کا نام لے کر لکھنے بیٹھ گیا۔ فجر کی نماز تک اپنے ناقص علم کے مطابق ستر (۷۰) اشعار بنائے۔ جو شعر مجھے اس وقت یاد ہیں تحریر کر دوں گا باقی سب ریکارڈ قادیان ہی رہ گیا تھا۔ خیر فجر کی نماز کے لئے مسجد پہنچا۔ وہاں ایک فقیر طبع آدمی جسے ہم میاں صاحب کہا کرتے تھے اسد علی نامی تھا۔ وہ بہت گرویدہ ہو چکا تھا۔ وہ بھی رات کو گفتگو کے اختتام پر ہی سویا تھا۔ اسے بیدار کیا اور اذان کہلوائی۔ بعدہ دونوں نے نماز با جماعت ادا کی۔ باقی لوگوں نے ہم سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ ہم جمعہ سے نمازیں پڑھنا شروع کر دیں گے۔ نماز کے بعد دعا اور قرآن کریم پڑھ کر سو گیا۔ جب حضور ہمیں الوداع کہنے کے لئے اڈیالہ موڑ تک تشریف لائے تھے تو اس وقت یہی نصیحت کی تھی کہ:

"کثرت سے دعائیں کرنا، نماز کے بعد تسبیح و تحمید کرنا اور خدا کو ہی قادر مطلق جاننا اور صرف اور صرف اسی کی ذات پر بھروسہ کرنا۔ کیسی بھی مخالفت ہو گھبرانا نہیں بلکہ میدان میں شیر بننا۔ مخالف چاہے کتنا بڑا عالم ہو اسے معمولی سمجھنا اور نڈر ہو کر اسے جواب دینا۔ اپنے علم اور عقل پر بھروسہ نہ کرنا۔ ہر وقت خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھنا تلاوت قرآن پاک باقاعدہ کرنا۔ ہر ایک کو دوست بنانے کی کوشش کرنا۔ خوش اخلاقی کو اپنا شعار بنانا۔ تہجد پڑھنے کی کوشش کرنا۔ مخالف کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا۔ ملکانوں کی اچھی طرح تربیت کرنا اور دین اسلام کا پابند کرنے کی کوشش کرنا۔ اسلام کی انہیں خوبیاں بتاتے رہنا اور خود بھی کتب کا مطالعہ کرتے رہنا سب سے خندہ پیشانی سے پیش آنا اور دل و جان سے سب کا ہمدرد بننا۔ جاؤ خدا تعالیٰ حافظ و ناصر رہے آمین ثم آمین"۔

میں بیدار ہو کر دوبارہ مسجد پہنچا۔ لوگ بھی بصد شوق آئے ہوئے تھے اور مختلف قسم کی باتوں میں مصروف تھے کوئی کہتا کہ "مولبی کا بہت بمہ آیو، ٹھاکر سسر کو بھی کوئی آیسو مولبی نہ ملو تھو" کوئی کہتا کہ "ہم جو جانت رہے کہ جوہ مولبی سیدھو سادھو معلوم ہوت ہے پر رات کو تو غجب کر دیو تھو" غرضیکہ قسم قسم کی باتیں ہو رہی تھیں۔ رات والی بڑھیا پہنچ گئی اور کہنے لگی کہ مولوی بیٹا اللہ آپ کو بہت عمر دے۔ یہ ٹھاکر بڑا آریہ تھا اس کی خوب رات کو خبر لی ہے۔ گاؤں کے سب مرد اور عورتیں کہہ رہے ہیں کہ اس ملک میں اتنا بڑا اور کوئی مولوی نہیں ہے۔ ہم تو اپنے بچوں کو اس سے پڑھوائیں گے۔ میں نے اپنے پیارے رب کا شکر ادا کیا"۔ (صـ ۵۲ تا ۶۷)

بقیہ طاعون ایک مہلک وبا

طاعون پر تحقیق

طاعون کی بیماری کے متعلق سائنسدان اور ڈاکٹر مختلف ملکوں میں تحقیق کرتے رہے۔ حکومت برطانیہ نے بھی ہندوستان میں دو کمیشن مقرر کئے۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ ۱۸۹۴ء میں پہلی مرتبہ یہ ثابت کیا گیا کہ طاعون کی بیماری ایک خاص قسم کے جرثومہ Pastevrello Pestis کے سبب پھیلتی ہے۔ یہ جرثومہ "پسو" (Flees) کی صورت میں چوہے کی کھال سے چپکا رہتا ہے اور اس کے خون سے نشوونما پاتا ہے۔

اس تحقیق میں جن سائنسدانوں نے قابل قدر کام کیا ہے ان میں سے ایک سوئٹزرلینڈ کے Alexand-ro Yersin ہیں جنہوں نے بکٹیریا پر کافی ریسرچ کی ہے اور ثابت کیا کہ چوہے اس بیماری کے جرثوموں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچانے کے ذمہ دار ہیں مگر اسی زمانے میں ایک جاپانی سائنسدان Kitasoto Shiba Seburo نے بھی اپنے ملک میں جرثوموں پر تجربات کئے اور وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچا۔ ۱۸۹۷ء میں ٹوکیو کے ہانجین انسٹیٹیوٹ کے Og-ata Masanori نے تحقیق کر کے بتایا کہ نہ صرف چوہے ان جرثوموں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں بلکہ یہ بھی ثابت کیا کہ چوہے یہ جرثومے انسانوں کے اندر منتقل کرنے کے ذمہ دار بھی ہیں۔ مگر اس سوال کا جواب کہ چوہوں میں یہ جرثومے کہاں سے آتے ہیں سائنسدان Paul Louis-Simond نے ۱۸۹۸ء میں سائنسی مشاہدات اور تجربات کے ذریعہ دیا۔ اس نے بتایا کہ طاعون چوہوں کی بیماری ہے جو چوہے پر پسوؤں کی وجہ سے پھیلتی ہے۔

۱۹۰۷ء میں برطانوی حکومت نے ہندوستان میں طاعون کی روک تھام کرنے کے لئے دوسرا کمیشن مقرر کیا جس نے ۱۹۰۸ء میں یہ بات حتمی طور پر ثابت کر دی کہ اگر چوہوں پر ایک خاص قسم کا پسو (Flees) جسے Xenopsylla Cheopis کہتے ہیں موجود نہ ہو تو بیماری پھیلنے کا امکان نہیں گویا یہ خاص پسو ہی بیماری کا ذمہ دار ہے۔ تجربات سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہ پسو ایک چوہے سے دوسرے چوہے میں صرف لمس سے ہی منتقل نہیں ہو جاتے بلکہ اگر دونوں چوہوں کے درمیان فاصلہ چار انچ سے کم ہو تو یہ کود کر دوسرے چوہے کی جلد سے چمٹ جاتے ہیں۔ ایک پنجرے میں طاعون زدہ چوہے رکھ کر تندرست چوہے کو ۴ انچ کے فاصلہ پر رکھا گیا تو دیکھا گیا کہ اس میں بیماری کی علامات ظاہر ہونے لگی ہیں مگر جو چوہا ۴ انچ سے زیادہ فاصلے پر تھا وہ بدستور صحت مند رہا۔ اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا کہ یہ خاص قسم کے پسو صرف چار انچ تک چھلانگ لگا سکتے ہیں۔

آج جب پورے ۱۰۰ سال بعد ایک دفعہ پھر طاعون نمودار ہوئی ہے اور اس وبا کے پھیلنے کی خبریں آ رہی ہیں اور تمام دنیا کے ممالک اس سلسلے میں مناسب حفاظتی تدابیر اختیار کر رہے ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس پیغام کو ایک بار پھر دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

کاش دنیا اس آواز کو سن کر عافیت کے حصار، احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی آغوش میں آ جائے اور دنیا کے ہر قسم کے خطرات و مصائب اور جسمانی و روحانی بیماریوں سے محفوظ ہو جائے۔

SPECIALISTS IN
22 & 24 CARAT GOLD
JEWELLERY
khalid JEWELLERS
10 Progress Building,
491 Cheetham Hill Road,
Cheetham Hill,
MANCHESTER M8 7HY
PHONE & FAX
061 795 1170

بقیہ ..... تعلق باللہ کے واقعات

جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے عرض کرتی ہوں کہ آج سے تقریباً بیالیس سال پہلے سن چالیس اکتالیس کی بات ہے (یعنی یاد رکھیں پارٹیشن سے بہت پہلے کا ۴۰،۴۱ کا واقعہ ہے) میں نے ہاتف غیبی کی نہایت صاف اور بڑی اثر انگیز آواز سنی " خلیفۃ المسیح حضرت میاں طاہر احمد صاحب ہوں گے " میرے مرحوم میاں ان دنوں انبالہ چھاؤنی میں ریلوے میں ملازم تھے (میں اپنے نام کے ساتھ یہ القاب پڑھنا پسند نہیں کرتا مگر چونکہ یہ رویا کی امانت ہے اس لئے مجبوراً اسی طرح پڑھ کر سنانا پڑا ہے) انہیں میں نے یہ بات بتا کر یہ سب واقعہ اپنے محبوب امام حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں بذریعہ ڈاک بھیجا جس کا جواب حضور کی طرف سے موصول ہوا کہ خلیفہ کی موجودگی میں ایسے رویا و کشوف صیغہ راز میں رہنے چاہئیں اور تشہیر نہیں کرنی چاہئے۔ چنانچہ خلافت ثالثہ کے قیام کے موقعہ پر تو میں یہی سمجھی کہ شاید میاں طاہر احمد صاحب سے مراد یہ ہے کہ ایسا خلیفہ عطا ہو جو طاہر اور مطہر ہو۔ اب حضور کا انتخاب ہوا تو معاملہ صاف ہو گیا۔ خدا کا کہنا پورا ہوا اور روح جھوم اٹھی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ۔ اس میں ان کی لمبی زندگی کی بھی عملاً پیش گوئی تھی کہ اس زمانہ تک زندہ رہیں گی کہ اپنی آنکھوں سے اس رویا کو پورا ہوتا دیکھ لیں۔ اس رویا کو خصوصیت سے میں نے اس لئے انتخاب کیا ہے کہ ایسی رویا اب بھی احمدی خواتین کو مردوں اور بچوں کو بھی آتی ہیں۔ یہ خلیفہ وقت کی امانت ہوتی ہے اسے اپنے ماحول میں گردو پیش میں بیان نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بعض رویا بعض خاص علامتیں رکھتی ہیں جن کو ہر کس و ناکس نہیں سمجھ سکتا اور بعض دفعہ اس سے غلط فہمیاں پھیلتی ہیں۔ بعض دفعہ فتنے پرورش پاتے ہیں اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی اس ہدایت کو یاد رکھیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس کی کوئی تشہیر نہیں کرنی چاہئے اور اشارۃً بھی انہوں نے بعد میں اپنی زندگی میں اس کا ذکر نہیں کیا اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پوری ہوئی تب انہوں نے یہ واقعہ لکھ کر بھجوایا۔

صالحہ بیگم صاحبہ دختر حضرت حافظ محمد ابراہیم صاحب اپنا ایک خواب بیان کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر عرض کرتی ہوں کہ خواب میں بالکل اسی طرح دیکھا گیا جیسا کہ لکھ رہی ہوں غالباً جولائی ۱۹۵۰ء کا مہینہ تھا میں ان دنوں ربوہ میں تھی خواب میں دیکھا کہ حضرت مصلح موعود کی وفات ہو گئی ہے۔ لوگ گفتگو کر رہے ہیں کہ خلیفہ کون ہو فوراً میرے خاوند مولوی منیر نے ایک پگڑی حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کے سر پر رکھ دی اور سب سے پہلے میرے خاوند نے بیعت کی۔ یہ جو رویا ہیں خلافت سے متعلق یہ سینکڑوں کی تعداد میں ہیں جو حیرت انگیز صفائی سے پورے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کو اس طرح تقویت دیتے ہیں کہ کوئی دانا انسان یہ وہم بھی نہیں کر سکتا کہ یہ خواب و خیال کی دنیا کی باتیں ہیں بلکہ سچی رویا ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دکھائی جاتی ہیں یہاں تک کہ بعض ایسی حیرت انگیز طور پر پوری ہوتی ہیں کہ دیکھنے والا بھی حیران رہ جاتا ہے۔

مجھے یاد ہے جب میں بیعت خلافت لے رہا تھا تو اس وقت شیخوپورہ کا ایک احمدی بھی موجود تھا جس نے رویا میں دیکھا تھا کہ میں خلیفہ بن رہا ہوں اور ایک لڑکا پیچھے سے آتا ہے اور میرے سر پر پگڑی رکھ دیتا ہے اور وہ پگڑی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی پگڑی ہے۔ اب کوئی وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ ایسا واقعہ ہو سکتا ہے۔ جب بیعت ہو رہی تھی اس وقت اچانک میرے پیچھے سے عزیزم لقمان احمد آئے اور میری ٹوپی اتار کر جو ویسے نامناسب ہے کہ آدمی بڑے کی ٹوپی کو خود اتار دے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی پگڑی میرے سر پر رکھ دی اور وہ حیران رہ گیا کہ کس شان اور صفائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس رویا کو پورا فرمایا۔ پس یہ ذکر تو بہت وسیع ہے تاہم مختصراً میں نے چند وہ رویا چنی ہیں یا میرے لئے چنی گئی ہیں جو خواتین سے تعلق رکھتی ہیں۔

ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب جو میرے نانا تھے انہوں نے اپنی اہلیہ **یعنی میری نانی** کے رویا و کشوف کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان میں سے ایک رویا ہے جس نے خاص طور پر مجھے متاثر کیا ہے۔ وہ اتنی بیمار ہو گئی تھیں کہ ان کے بچنے کی کوئی امید باقی نہیں رہی تھی اور یہ چونکہ خود سول سرجن تھے یہ بیماریوں کو شناخت کرتے تھے پہچانتے تھے کہتے ہیں کہ رات میں اس حال میں سویا کہ میں سمجھتا تھا کہ صبح مردہ دیکھوں گا۔ اس کی زندگی کے کوئی آثار نہیں اس دوران انہوں نے رویا میں دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے ہیں وہ رویا یوں ہے کہ کہ شفاخانہ کے باہر ایک بڑا خیمہ لگا ہوا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ خیمہ مرزا صاحب قادیانی کا ہے۔ کچھ مرد اور کچھ عورتیں ایک طرف بیٹھے ہیں۔ مرد اندر جاتے ہیں اور واپس آتے ہیں۔ عورتیں اپنی باری پر ایک ایک کر کے اندر جاتی ہیں۔ آپ اپنی باری پر بہت ہی نحیف شکل میں پردہ کئے ہوئے حضور کی خدمت میں جا کر بیٹھ گئیں۔ پوچھنے پر کہ کیا تکلیف ہے انہوں نے انگلی سے سینے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ مجھ کو بخار، دل کی کمزوری اور سینے میں درد ہے۔ حضور نے اسی وقت ایک خادمہ سے ایک پیالہ پانی منگوا کر دم کر کے اپنے ہاتھ سے ان کو دیا اور فرمایا اس کو پی لیں۔ اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ اس رویا کے بعد جب ان کی آنکھ کھلی تو طبیعت بہتر ہونی شروع ہو گئی اور صبح خدا تعالیٰ کے فضل سے پوری طرح شفایاب ہو چکی تھیں۔ حضرت نانا جان جب کمرے میں ڈرتے ڈرتے داخل ہوئے کہ شاید میری بیوی کا مردہ دکھائی دے تو دیکھا کہ وہ اچھی بھلی صحت یاب۔ کہتی ہیں مجھے پیاس لگی ہے پانی لاؤ۔ بھوک لگی، کھانا کھایا اور بالکل ٹھیک۔ کہتے ہیں میں حیران تھا کہ یہ کیا ہوا ہے تب انہوں نے مجھے یہ رویا سنائی اور بتایا کہ اس رویا کے ساتھ پانی پیتے ہی میرے اندر سے سب بخارات اور بخار کے زہر نکلنے شروع ہو گئے اور میں خدا کے فضل سے بھلی چنگی ہو گئی۔

شیخ عبدالرحمن صاحب نائب صدر،

بقیہ خطبہ جمعہ

تیری طرف سے صدقہ ہو گا۔ بظاہر بات ختم ہو گئی مگر ساتھ فرمایا "علیٰ نفسک" تیرے نفس پر۔ تو نفس پر صدقے سے کیا مراد ہے؟ مراد یہ ہے کہ تیرے نفس پر یہ تیرا حق ہے کہ تو اس کی خاطر یہ صدقے دے ورنہ اگر تیرا شر دوسروں کو پہنچتا رہا تو تیرے نفس کو دوسروں کا شر پہنچتا رہے گا۔ تو عملاً اپنے نفس کو غیروں کے شر سے بچانے کا ایک عظیم طریق بیان فرما دیا گیا کہ تو اگر اپنے شر سے اللہ تعالیٰ کی خاطر لوگوں کو بچاتا ہے تو یہ ضمانت ہو جائے گی اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ تیرے نفس کی حفاظت فرمائے گا اور اس کو دوسروں کے شر سے بچائے گا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جن مکارم اخلاق پر فائز ہوتے ہوئے بنی نوع انسان کو ان اخلاق کی طرف بلایا ہے ان کو گہری قدر کی نظر سے دیکھیں، ان پر عمل کریں تو ایک دو نصیحتیں ہی آپ کی ساری زندگی کی کایا پلٹ سکتی ہیں۔ اگر آج جماعت احمدیہ عالمگیر جس تیزی سے یہ بڑھ رہی ہے اپنے اخلاق میں بھی اسی طرح نشوونما دکھائے اور تیزی کے ساتھ بلند اخلاق کی طرف بڑھنے کے قدم اٹھائے اور جلد تر اعلیٰ مکارم تک پہنچ جائے تو ساری دنیا کی تقدیر جماعت احمدیہ کے ہاتھ میں ہو گی۔ وہ لوگ جو خدا کی نظر میں اس کے بہترین بندے ہوں گے وہ لوگ جو خدا کی نظر میں سب سے زیادہ با اخلاق ہونگے اللہ تعالیٰ ان کی لازماً حفاظت فرمائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احسان کا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم یہاں تک یقین سے ذکر فرما رہے ہیں کہ اگر کوئی بندہ اس کی خاطر دوسروں کو شر پہنچانے سے باز آ جائے تو اللہ تعالیٰ یقیناً اس کے نفس کو دوسروں کے شر سے بچائے گا۔ تو جس خدا نے یہ ضمانت دے رکھی ہو اگر اس کی خاطر آپ بلند تر اخلاق پر فائز ہوں نہ صرف یہ کہ لوگوں کے حق نہ ماریں بلکہ ان کو ان کے حقوق سے زیادہ ادا کرنے والے ہوں اور اپنے حسن خلق سے اپنے معاشرے کو حسین معاشرے میں تبدیل کر دیں تو یہ قوم ہو گی جس کے متعلق لازماً آسمان پر لکھا جائے گا کہ تم نے ہی غالب آنا ہے اور تمہارے ہی اخلاق ہیں جن کو بنی نوع انسان پر غالب کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ پس غلبے کے سیاسی تصور میں مبتلا نہ ہوں یہ محض جہالت کی باتیں ہیں۔ سیاسی غلبوں کو ہم نے کرنا کیا ہے کبھی دنیا میں کسی کو سیاسی غلبے نے فائدہ پہنچایا ہے۔ بڑے بڑے ممالک کو سیاسی غلبے نصیب ہوئے لیکن سوائے اس کے کہ مصیبتیں اور تکلیفیں پہنچا کر اور چھوٹی قوموں کے حقوق لوٹ کر وہ اپنے رستوں پر گامزن ہوئے اور انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اخلاق حسنہ ہیں جن کے غلبے کی دعا مانگنی چاہئے اور یہی وہ غلبہ ہے جو حقیقت میں اسلام کا غلبہ ہو گا جس کا قرآن کریم میں وعدہ فرمایا گیا ہے۔ پس دعائیں کرتے رہیں اور کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اخلاق حسنہ پر فائز فرمائے اور آپ کو اخلاق حسنہ کا غلبہ عطا کرے۔ وہی غلبہ ہے جو حقیقت رکھتا ہے اس کے بغیر غلبے کی ساری بحثیں نفس کے قصے ہیں ان میں کوئی بھی سچائی نہیں۔

خریداران سے گزارش

اپنے پتہ کی تبدیلی یا تصحیح کے لئے اطلاع دیتے وقت ایڈریس لیبل پر درج AFC حوالہ نمبر ضرور درج کریں شکریہ

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

قانون گو کپور تھلہ کی اہلیہ نے جنوری ۱۹۳۶ء میں تحریر فرمایا کہ میں درد شقیقہ سے متواتر بیمار رہتی تھی۔ اور کسی صورت مجھے آرام نہیں آتا تھا۔ کسی کروٹ چین نہیں پاتی تھی۔ ایک دفعہ دعا کر کے سوئی شدید تکلیف کی حالت میں لیٹی تھی کہ مجھے آپا جان دکھائی دیں یعنی میری والدہ مرحومہ جو ایک پلنگ پر تنہا قیام فرما ہیں میں آتی ہوں سرہانے سے اٹھ کر پائنتی بیٹھ جاتی ہیں اور مجھے سرہانے کی طرف بٹھا دیتی ہیں اور میں جب عرض کرتی ہوں کہ مجھے بہت ہی تکلیف ہے تو کہتی ہیں یہ دعا پڑھا کرو "رب کل شئی خادمک الخ" .... اس سے صحت ہو جائے گی کہتی ہیں رویا میں ہی میں نے وہ دعا پڑھنی شروع کی اور صبح تک اس بیماری کا نام و نشان باقی نہیں تھا۔

(باقی اگلے شمارہ میں انشاء اللہ)

سیرت المہدیؑ کا ایک ورق

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:۔

۱۸۹۷ء کا ذکر ہے۔ عاجز راقم اپنی ملازمت سے چند روز کی رخصت پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک دن غالباً ظہر کی نماز کے بعد حضرت صاحب مسجد مبارک کے شمال مغربی کونے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ گویا کونے کے دونوں طرف کی دیواروں سے آپ کی پشت مبارک لگی ہوئی تھی۔ خدام ارد گرد بیٹھے تھے۔ میرے قدیمی وطن بھیرہ ضلع شاہ پور سے ایک احمدی عورت آئی ہوئی تھی۔ اس نے دروازہ مسجد پر کھڑے ہو کر ایک مٹی کا کوزہ بھیرے کا بنا ہوا حضرت کے حضور میں پیش کیا۔ اس کوزے پر کچھ روپہلی کام کیا ہوا تھا۔ اس کی شکل اس طرح سے تھی:

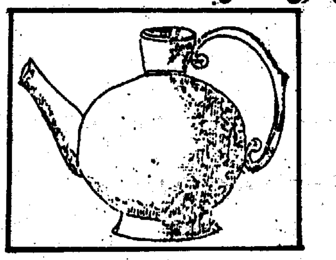

حضرت نے اس کوزے کو ہاتھ میں پکڑا۔ اس کی صنعت کی تعریف کی پھر اس کی مشت کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ کسی شاعر نے اس پر ایک رباعی کہی ہے۔ کہ یہ ایسا ہے جیسا کہ دوست کی گردن میں عاشق ہاتھ ڈالے ہوئے ہو تب آپ نے وہ رباعی پڑھی۔ میں نے جھٹ اپنی نوٹ بک حضور کی خدمت میں پیش کر کے درخواست کی کہ حضور وہ رباعی مجھے لکھ دیں۔ حضورؑ نے اس ذرہ نوازی سے جو اپنے غلاموں پر کرتے تھے اپنے دست مبارک سے وہ رباعی میری کاپی پر لکھ دی۔ وہ کاپی اب تک محفوظ ہے اور اس میں سے حضور کی دستی تحریر کا عکس درج ذیل کیا جاتا ہے:

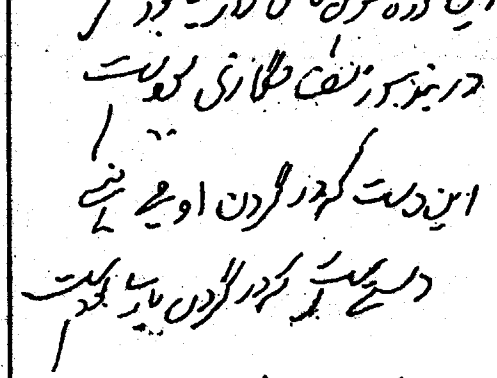

این کوزہ چو من عاشق زارے بود است
در بند سر زلف نگارے بود است
این دست کہ در گردن او مے بینی
دست است کہ در گردن یارے بود است

ترجمہ:۔ یہ کوزہ میری طرح بیچارہ عاشق ہو چکا ہے۔ کسی معشوق کی زلف میں قید رہ چکا ہے۔ یہ ہاتھ جو تو اس کی گردن میں دیکھتا ہے۔ یہ وہ ہاتھ ہے جو کسی یار کی گردن میں ہے۔

—○○—

۱۹۰۱ء کا ذکر ہے ایک شخص نے میرے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ کو نہ ماننے والے کافر ہیں یا نہیں؟

فرمایا "مولویوں سے جا کر پوچھو کہ ان کے نزدیک جو مسیح اور مہدی آنے والا ہے اس کے نہ ماننے والے کا کیا حال ہے۔ پس میں وہی مسیح اور مہدی ہوں جو آنے والا تھا"۔

—○○—

بھیرہ کے ایک مستری احمد دین صاحب نے ایک دفعہ عرض کی کہ حضرت جی مجھے کوئی ایسی بات بتلایئے جس کو میں ہمیشہ یاد رکھوں اور بطور ایک عزیز چیز کے اپنے پاس رکھوں۔ فرمایا "بڑی عزیز بات نماز ہے۔ اس کو سنوار کر پڑھو اور اسی میں توبہ و استغفار کرو"۔

—○○—

اخی مکرمی حکیم شیر محمد صاحب مرحوم کا ایک تحریری سوال ایک دن پیش ہوا کہ ہم سفر کس کو سمجھیں جس میں نماز قصر ہو جائے۔ میں مسائل کتب کے حوالہ سے نہیں چاہتا۔ اس میں امام صادق کا حکم چاہتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "میرا مذہب یہ ہے کہ انسان بہت دقتیں اپنے اوپر نہ ڈال لے۔ عرف میں جس کو سفر کہتے ہیں خواہ وہ دو تین کوس ہی ہو اس میں سفر کے مسائل پر عمل کرے لیکن انما الاعمال بالنیات ہے بعض دفعہ ہم اپنے دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے کئی میل تک چلے جاتے ہیں۔ مگر کسی کے دل میں یہ خیال نہیں آتا کہ ہم سفر میں ہیں۔ لیکن جب انسان اپنی گٹھڑی اٹھا کر سفر کی نیت سے چل پڑتا ہے تو وہ مسافر ہے۔ شریعت کی بنا دقت پر نہیں۔ جس کو تم عرف میں سفر سمجھتے ہو وہی سفر ہے اور جیسا کہ فرضوں پر عمل کیا جاتا ہے ویسا ہی رخصتوں پر بھی عمل کرنا چاہئے اور نماز میں قصر کرنی چاہئے۔ دیکھو ہم بھی رخصتوں پر عمل کرتے ہیں۔ نمازوں کو جمع کرتے ہوئے کوئی دو ماہ ہو گئے ہیں۔ بہ سبب بیماری کے اور تفسیر سورہ فاتحہ کے لکھنے میں بہت مصروفیت کے ایسا ہو رہا ہے۔ بیماری کی تو یہ دو چادریں ہیں جو آسمان سے آئی ہیں اور قبر تک ہمارے ساتھ جائیں گی۔ اور ان نمازوں کے جمع کرنے میں "تجمع لہ الصلوٰۃ" کی حدیث بھی پوری ہو رہی ہے کہ مسیح کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ نماز کے وقت خود پیش امام نہ ہو گا۔ بلکہ کوئی اور ہو گا اور وہ پیش امام مسیح کی خاطر نمازیں جمع کرائے گا۔ سو اب ایسا ہی ہوتا ہے۔ جس دن ہم زیادہ بیماری کی وجہ سے نہیں آ سکتے اس دن نمازیں جمع نہیں ہوتیں۔

اور اس حدیث کے الفاظ سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیار کے طریق سے یہ فرمایا ہے کہ اس کی خاطر ایسا ہو گا۔

چاہئے کہ ہم حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کی عزت و تعظیم کریں اور ان سے بے پرواہ نہ ہوویں۔ ورنہ یہ ایک گناہ کبیرہ ہو گا کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئیوں کو خفت کی نگاہ سے دیکھیں۔ خدا تعالیٰ نے ایسے ہی اسباب پیدا کر دئے کہ اتنے عرصہ سے نماز جمع ہو رہی ہے۔ ورنہ ایک دو دن کے لئے یہ بات ہوتی تو کوئی نشان نہ ہوتا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ لفظ اور حرف حرف کی تعظیم کرتے ہیں"۔

(ماخوذ از اخبار الحکم، قادیان، ۲۱ تا ۲۸ مئی ۱۹۲۴ء)

مکتوب پاکستان

(مبشر احمد محمود ایم۔ اے۔)

دامن کو ذرا دیکھ........

ڈاکٹر مبشر حسن پاکستان کے ایک سابق وفاقی وزیر ہیں۔ آپ کا شمار ملک کے ان معدودے چند سیاست دانوں میں ہوتا ہے جو سیاستدان ہوتے ہوئے بھی بڑے پڑھے لکھے ہیں اور ملک کے سنجیدہ حلقوں میں صائب الرائے دانشور تصور کئے جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ قبل ڈاکٹر صاحب کا ایک بیان یہاں کے اخبارات میں شائع ہوا جس میں انہوں نے ہمارے منتخب عوامی نمائندگان کے متعلق اظہار خیال کیا تھا۔ اسی طرح ایک اور سنجیدہ صائب الرائے اور مسلمہ طور پر محب وطن سیاست دان ریٹائرڈ ائر مارشل اصغر خان بھی وقتاً فوقتاً ہمارے ان لیڈران کے راز ہائے درون خانہ کی نقاب کشائی کرتے رہتے ہیں اور کچھ دن قبل ایک اسی قسم کا بیان ان کی طرف سے بھی شائع ہوا تھا۔

گمان (جو بدگمانی ثابت ہوا) یہ تھا کہ ان بیانات پر ہر طرف سے احتجاج کا ایک طوفان اٹھ کھڑا ہو گا اور آج کل کی عام رسم کے مطابق اسے بے بنیاد اتہام اور بہتان قرار دے کر قذف کی سزا جاری کرنے کے مطالبے داغے جائیں گے۔ لیکن حیرت انگیز طور پر ایسا کچھ بھی نہیں ہوا اور ایک پراسرار خاموشی کے ساتھ ان بیانات کو ہضم کر لیا گیا۔ حالانکہ یہ ہمارے ان نازک مزاج عوامی نمائندگان سے متعلق تھے جن کے سامنے کوئی اونچی آواز میں کھانس بھی لے تو ان کے جذبات مجروح ہو جاتے ہیں اور وہ اگلے دن اسمبلی میں پہنچتے ہیں تحریک استحقاق دائر کر دیتے ہیں۔۔۔ بات دراصل یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اب یہ کوئی الزام یا بہتان ہے ہی نہیں کہ جسے مانند کیا جائے یا لائق توجہ سمجھا جائے۔ یہ تو اب ایک روز مرہ کی اور روٹین کی بات ہے۔ یہ سب کچھ ہوتا ہے اور ڈنکے کی چوٹ پر ہوتا ہے۔ تو پھر جب اس حمام میں سب ہی بے لباس ہیں تو پھر کسی کو کیا ضرورت ہے کہ خود کو دوسروں کی نظروں سے چھپاتا پھرے کیونکہ۔

آنکھ کا پانی مر جائے تو
کون کسی سے شرماتا ہے

اب تو یہاں یہ عالم ہے کہ اسمبلیوں کے فلور پر ایک دوسرے کے "ٹن" ہونے اور "کسی دوسری حالت" میں ہونے کے اعلان بلا جھجھک کئے جاتے ہیں۔۔۔ اور الناس علیٰ دین ملوکھم کے مصداق عوام الناس کو بھی یہی اطوار سکھائے اور بھائے جاتے ہیں۔ چنانچہ کسی بھی روز کوئی سا بھی اخبار اٹھا کر دیکھ لیں شراب کی پیٹیاں یا شراب بنانے کی بھٹیاں پکڑے جانے کی کوئی نہ کوئی خبر ضرور مل جائے گی۔ کلبوں اور انجمنوں میں اس ام الخبائث سے جی بہلانے کی "جدتیں" بھی عام ہیں اور نئے سال یا دیگر ایسے مواقع پر رات بھر بڑے شہروں کی شاہراؤں پر بوتلیں کھولنے اور ایک دوسرے پر اچھالنے کی خبریں بھی اخبارات کا دامن سیاہ کئے ہوئے ہوتی ہیں۔۔۔ یہی حال بلکہ اس سے بھی کئی گنا گھناؤنی صورت دوسری منشیات خصوصاً نو دریافت ہیروئن کی تیاری اور روز افزوں استعمال کی بھی ہے۔۔۔ خیر ان طولانی قصوں کو کسی اور دن پر اٹھاتے ہوئے آیئے آج صرف دو تازہ خبریں آپ کے لئے پیش کرتے ہیں:۔

"شراب اور بیئر کا چوتھا کارخانہ جلد کام شروع کر دے گا۔ کارخانے کے قیام کا لائیسنس جون ۱۹۹۴ء میں جاری کیا گیا تھا۔۔۔ ضیاء الحق دور میں دو اور نواز شریف دور میں ایک کمپنی کو لائیسنس جاری کیا گیا"۔

(روزنامہ جنگ ۵ ستمبر ۱۹۹۴ء صـ ۱)

"لاہور میں ہر روز ایک لاکھ بوتلوں کے کاگ اڑنے لگے۔ جعلی شراب کی تیاری کا دھندہ بھی عروج پر ہے۔ غیر مسلم پرمٹ ہولڈروں کی وساطت سے شراب کا حصول بھی ایک ذریعہ ہے"۔

(روزنامہ پاکستان ۷ ستمبر ۱۹۹۴ء)

اے کاش! اس بدقسمت قوم کے عالموں اور واعظوں کو پاکی داماں کی حکایت بڑھانے سے پہلے اپنے دامن کو اور اپنے بند قبا کو ایک نظر دیکھ لینے کی توفیق نصیب ہو جائے۔

نہیں اس شہر میں رہنا مناسب — کوئی جنگل کوئی صحرا مناسب
چلو اپنی خطائیں مان لیں ہم — خفا رہنا نہیں ہوتا مناسب
کبھی جذبات کو قابو میں رکھنا — کبھی جذبات میں بہنا مناسب
چھپانے سے کہیں چھپتی ہے چاہت — جو دل میں ہو وہ کہہ دینا مناسب
نظر اپنی خرام ناز پر ہے — کبھی چلنا کبھی رکنا مناسب
یہی کافی تھا تم انسان بنتے — خدا بننا نہیں ہوتا مناسب
کبھی یہ عشق فرصت دے تو سوچیں — مناسب کیا ہے؟ کیا ہے نامناسب
اسی میں مصلحت سمجھو خدا کی — ابھی آنا نہیں ان کا مناسب
نہ ہو گر علم تو خاموش رہنا — غلط کہنے سے چپ رہنا مناسب
مسیحائے زماں ہی دے سکیں گے — برائے درد دل نسخہ مناسب
وہ کہہ دیں کاش یہ اشعار سن کر — بہت موزوں بہت اچھا مناسب

(امۃ الباری ناصر)

Al Fazl International Weekly, London

16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)

ISSN: 1352 9587

TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095

Vol.1 | Friday, October 28, 1994 | No. 43

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule
For Live Transmission from London
3rd October 1994 - 22nd October 1994

Tel:+44 81 870 0922
+44 81 870 8517 Ext. 230
Fax:+44 81 870 0684
Telex: 262433 MONREF G
Our Telex Ref: B1292

Friday, 28th October

12.45	Tilawat
1.00	Comments on News
1.20	Darood-o-Salam
1.30	FRIDAY SERMON
2.40	Poem
2.50	MULAQAT - General Q/A
3.50	Tomorrow's Programmes

Saturday, 29th October

11.45	Tilawat
12.00	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV Held at the London Mosque on 12-5-1990
1.30	MULAQAT
2.30	Hazrat Khalifatul Masih IV's Address to Lajna, at the Annual Convention U.S.A. 15-10-1994
3.40	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Sunday, 30th October

11.45	Tilawat
11.50	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV Held at Toronto, Canada on 4-7-1994
1:30	MULAQAT
2.30	Poem
2.40	A talk by sister Almira Babovic in Bosnian Language
3:00	Poem
3.10	"A HEAVENLY SIGN" Documentary Programme about Solar & Lunar Eclipse
3.40	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Monday, 31st October

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT - Homeopathy Class
2.40	Poem
2.50	"GLIMPSES OF PAST FROM OUR ARCHIVE" A Speech by Mirza Muzaffar Ahmad Sahib on "Promised Messiah's Love of God"
3.30	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Tuesday, 1st November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT - Homeopathy class
2.40	Poem
2.50	Life of the Promised Messiah (Peace be upon Him) - A talk by Laiq Ahmad Tahir Sahib
3.20	Selected Sayings Of the Holy Prophet Mohammed ﷺ (Peace be upon Him)
3.45	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Wednesday, 2nd November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT. Quran Translation Class
2.30	General Interest programme by ladies - Host Mrs H. Farooqi بہنوں کی محفل
3.00	Poem
3.10	ISLAMIC ETIQUETTE, (Part 6) A talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib
3.40	poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Thursday, 3rd November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT. Quran Translation Class
2.30	Poem
2.40	Life of the Holy Prophet Mohammed ﷺ (Peace be upon Him) A Talk by Hafiz Muzaffar Ahmad Sahib
3.05	Poem
3.10	PAGE FROM THE HISTORY, by B. A. Rafiq Khan Sahib
3.40	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Friday, 4th November

12.45	Tilawat
1.00	Comments on News
1.20	Darood-o-Salam
1.30	FRIDAY SERMON
2.40	Poem
2.50	MULAQAT - General Q/A
3.50	Tomorrow's Programmes

Saturday, 5th November

11.45	Tilawat
12.00	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV
1.30	MULAQAT
2.30	Poem
2.40	"ECLIPSES IN SCIENCE" A discussion By Prof. Saleh Mohammed Alladin Sahib and three other scientists
3.25	Poem
3.30	Interview of Mrs. Verginia Bottomley M.P.
3.35	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Sunday, 6th November

11.45	Tilawat
12.00	Questions Answers Session with Hazrat Khalifatul Masih IV
1:30	MULAQAT
2.30	Poem
2.35	"Seekers of Truth"
3.40	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Monday, 7th November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT - Homeopathy Class
2.30	Poem
2.50	Correct Pronounciation of Poems
3.30	"GLIMPSES OF PAST FROM OUR ARCHIVE"
3.45	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Tuesday, 8th November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT - Homeopathy class
2.40	Poem
2.50	A talk by Laiq Ahmad Tahir Sahib
3.20	Poem
3.25	Life of the Holy Prophet Mohammed ﷺ (Peace be upon Him) by Naseer Qamar Sahib
3.45	Poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Wednesday, 9th November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT. Quran Translation Class
2.30	General Interest programme by ladies - Host Mrs H. Farooqi بہنوں کی محفل
3.00	Poem
3.10	ISLAMIC ETIQUETTE, (Part 6) A talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib
3.40	poem
3.50	Tomorrow's Programmes

Thursday, 10th November

1.15	Tilawat
1.30	MULAQAT. Quran Translation Class
2.30	Poem
2.35	MEDICAL PROGRAMME By Dr Mujeeb-ul-Haq Khan
3.05	Poem
3.10	PAGE FROM THE HISTORY, by B. A. Rafiq Khan Sahib
3.40	Poem

Please Note

- Our Audio Frequencies:
  English / Urdu 7.02 MHz
  Arabic 7.20 MHz
  Russian 7.56 MHz
  French 7.92 MHz
- Programmes or their timings may change without further notice.

Week in a nutshell

Permanent or those features which will continue for sometime

EVERY MONDAY
- MULAQAT - Homeopathy Class
- Glimpses of past from our archive

EVERY TUESDAY
- MULAQAT - Homeopathy Class
- Various Talks, Documentaries, Interviews etc.

EVERY WEDNESDAY
- MULAQAT - Holy Quran Translation Class
- General interest programme by ladies : بہنوں کی محفل
- "Islamic Etiquette" Talk by Imam Attaul Mujeeb Rashid Sahib

EVERY THURSDAY
- MULAQAT - Holy Quran Translation Class
- Medical programme (every alternate Thursday)
- "A page from history" Talk by Bashir Ahmad Rafiq Khan Sahib

EVERY FRIDAY
- FRIDAY SERMON by Hadhrat Khalifa-tul-Messiah IV
- MULAQAT - General Question & Answers
- Comments on News

EVERY SATURDAY
- Question & Answer Session with Hadhrat Khalifa-tul-Messiah IV (English Language)
- MULAQAT - various communities or children or young lajna

EVERY SUNDAY
- Question & Answer Session with Hadhrat Khalifa-tul-Messiah IV (English Language)

MULAQAT - various communities or children or young lajna

دیکھو یہ نہ سمجھنا کہ ان باتوں سے میرا مطلب یہ ہے کہ تم تجارت نہ کرو یا کاروبار دنیا کو ترک کر کے بیٹھ جاؤ۔ عیال و اطفال جو [illegible]

شذرات

(م-ا-ح)

لندن کے ایک "خادم الاسلام" صاحب نے برہمی کا اظہار کیا ہے کہ جماعت احمدیہ کا ذکر کرتے وقت مصنفین، علماء اور صحافی حضرات اسے جماعت کیوں لکھتے ہیں کہ اس سے اشتباہ ہوتا ہے کہ یہ بھی مسلمانوں کا کوئی فرقہ یا حصہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ:-

"قادیانی امام، قادیانی جماعت یا جماعت کا سربراہ، یہ سب شیطانی اصطلاحات ہیں۔ انہیں قادیانی مذہب، مرزائی مذہب یا احمدی مذہب لکھ کر مذہب اسلام سے ایک الگ اور مختلف دین سمجھا جائے"۔

(مراسلات: روزنامہ جنگ لندن، ۲۸ اگست ۱۹۹۴ء)

ان بھولے خادم صاحب کی سادہ لوحی اور کم علمی کہ انہیں اندازہ نہیں کہ اس طرح بھی ان کا چھٹکارا نہیں ہوگا۔ اسلام کے اندر پہلے ہی بہت سے مذاہب جمع ہیں۔ سنی فقہ کے چاروں مذاہب، شیعہ مسلک کے دو مذہب اور مجتہدین میں سے ہر ایک کا اپنا اپنا مذہب۔ انہیں ہمارا اعتبار نہ ہو تو مسجد کے پیش امام سے پوچھ لیں۔ وہ اتنا تو ضرور بتا سکے گا۔ احمدی مذہب کی اصطلاح سے اگر کسی نے اسے بھی حنفی مذہب، شافعی مذہب، حنبلی مذہب اور مالکی مذہب کی طرح اسلام کا ہی ایک جزو سمجھ لیا تو پھر یہ کیا کریں گے۔

کہتے ہیں کہ ہمسایہ کے پچھواڑے گند ڈالنے سے انتقام تو پورا نہیں ہوتا اور کووں کے کوسنے سے ڈھور مر نہیں جاتے۔ سورج کے لئے کوئی بھی برا سا نام رکھ لیں وہ تو اسی آب و تاب سے روشنی دیتا رہے گا۔ خادم الاسلام صاحب تو دردمندی کے مارے ہوئے ایک سیدھے سادھے انسان ہیں ان سے پہلے شاطر اور عیار دشمنوں نے بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کو (نعوذ باللہ) مذمم میں بدلا تھا اور جماعت مسلمہ کو ضال اور مضل کے القاب دئے تھے مگر خدائی تقدیر نے ثابت کر دیا تھا کہ محمدؐ اور مسلم کون ہیں۔ احمدی تو خود کو ارشاد خداوندی "سمکم المسلمین" کا مخاطب سمجھتے ہیں اور ہر حال میں اس کی تعمیل کرتے رہیں گے۔ اگر کسی کو یہ خدائی فیصلہ ناگوار ہے تو وہ معلم الملکوت کی مدد سے اور اصطلاحیں سوچتے رہیں خالی احمدی مذہب کہہ دینے سے تو بات نہیں بنتی اور سوچو

کچھ اور چاہئے وسعت، ترے، بیاں کے لئے

—○ ○—

امت مسلمہ کا درد رکھنے والے اور اس کے مسائل پر غور و فکر کرنے والے ایک صاحب کا ایک تجزیاتی مضمون پڑھنے کو ملا ہے۔ اس کے بعض حصے ہماری طرف سے کسی تبصرہ کے بغیر درج ذیل ہیں۔ البتہ سرنامہ کے طور پر ہر اقتباس کے اوپر تعارفی سوال ہمارے ہیں۔ صاحب تحریر ہیں جناب طیب فاروق بھٹی صاحب اور مضمون شائع ہوا ہے روزنامہ جنگ لندن، اشاعت ۲۹ اگست ۱۹۹۴ء میں۔ ملاحظہ فرمائیں:

مسئلہ کیا ہے؟

"ملت اسلامیہ کے دشمن باقاعدہ ایک سازش کے تحت مسلمانوں کے درمیان فرقہ پرستی کے بیج بو رہے ہیں۔ اختلافی مسائل اور فروعی اختلافات کو ہوا دے رہے ہیں"۔

کیوں؟

"ملت اسلامیہ کو کمزور اور بے حیثیت کرنے کے لئے، اس کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے کے لئے مختلف حربے استعمال کر رہے ہیں"۔

کون؟

"علمائے کرام جن پر امت کو متحد کرنے کے لئے سب سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے، بدقسمتی سے فرقہ پرستی کی اس جنگ میں سب سے زیادہ ملوث ہیں"۔

کیسے؟

"طاقتور لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ ایک دوسرے پر مسلکوں کے حوالے سے حملے کئے جا رہے ہیں۔ مناظروں اور مباحثوں کے چیلنج دئے جا رہے ہیں"۔

کہاں تک؟

"اب تو صورت حال بدتر ہو چکی ہے۔ صحابہ کو نہ ماننے والا کافر! اہل بیت کا منکر کافر، فلاں کافر فلاں کافر اور جو فلاں کو کافر نہ سمجھے وہ کائنات کا بدترین کافر!"۔

علاج؟

"اتنا تو کیا جا سکتا ہے کہ اپنے اندر مروت اور رواداری پیدا کر لی جائے۔ تعصب کی بجائے کشادگی"۔

دعا؟

"کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک"

رواداری، کشادگی، بے تعصبی، اتحاد کی توقع اور منبع فساد علماء کے ہوتے ہوئے۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ!

—○ ○—

"خدا تعالیٰ جس نمونہ پر اس جماعت کو قائم کرنا چاہتا ہے وہ صحابہؓ کا نمونہ ہے۔ ہم تو منہاج نبوت کے طریقہ پر ترقیات دیکھنی چاہتے ہیں۔"

"ہمارے سلسلہ کو تو صرف اخلاص، صدق اور تقویٰ جلد ترقی دے سکتا ہے۔"

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)